عمران سیریز

جلد نمبر
31 (I)

زیرولینڈ کی تلاش

105 - موت کی آہٹ

106 - دوسرا رخ

107 - چٹانوں کا راز

108 - ٹھنڈا سورج

ابن صفی

عمران سیریز

جلد نمبر 31 (اوّل)

زیرو لینڈ کی تلاش

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر .... خالد سلطان
پرنٹر .... یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز
الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970

عمران سیریز

جلد نمبر 31 (اوّل)

زیرو لینڈ کی تلاش

ابن صفی

105- موت کی آہٹ

106- دوسرا رخ

107- چٹانوں کا راز

108- ٹھنڈا سورج

عمران سیریز نمبر 105

موت کی آہٹ

(پہلا حصہ)

پیشرس

چلئے، خدا خدا کر کے عمران پسندوں کا انتظار ختم ہوا۔ اس سے قبل فریدی کے لگاتار چار ناول آئے تھے اور اس درمیان ایسے ایسے خطوط موصول ہوئے ہیں عمران پسندوں کی طرف سے کہ انہیں احاطۂ بیان میں لانا مشکل ہے، بس ایسا لگتا تھا جیسے عمران سب کچھ انہی کا ہے اور اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے یا پھر میں اس کے خلاف سوتیلے پن کا مظاہرہ کر رہا ہوں۔ بھائی کتنی بار عرض کروں کہ میں نے یہ سلسلہ فریدی پسندوں کے بے حد اصرار پر شروع کیا تھا۔ کیا عمران پسندوں کی فرمائشیں پوری نہیں کرتا.... یا ان کی جدید ترین فرمائش برائے بازیابی جیمسن سلمہٗ میرے سر آنکھوں پر نہ ہوگی۔ جی ہاں مجھے خود بھی اس کی گمشدگی پر خاصی تشویش ہوگئی ہے۔ بہر حال دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ اُسے بھی تلاش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ فی الحال موت کی آہٹ ملاحظہ فرمایئے، بالکل ہی نئے انداز میں پیش کر رہا ہوں۔

اب آیئے جاسوسی دنیا کے خاص نمبر ہمزاد کا مسکن کی طرف۔ میرے ایک بے تکلف دوست نے جو صفِ اوّل کے شاعر بھی ہیں اس پر بحالت غضبناکی بہت سخت تنقید کی ہے۔ حسبِ معمول ہنستے بولتے ہوئے آئے۔ اُسی موڈ میں کھایا پیا اور آخر میں پان کی گلوری کلے میں دبائی اور پھر مجھے غضبناک نظروں سے گھورنا شروع کیا۔ میں نے فوراً ہی ماضی میں چھلانگ لگائی اور سوچنے لگا کہ کہیں دو چار سال پہلے مجھ سے کوئی غلطی تو نہیں سرزد ہوگئی تھی۔ اچانک وہ ڈپٹ کر بولے "آخر تباہ کر دی"۔ میں گھبرا کر اُن کا منہ دیکھنے لگا۔ ویسے ہی قہر

آلود لہجے میں بولے۔ "تم ہمیشہ یہی کرتے ہو..... بڑی اچھی کہانی اٹھائی تھی۔ آخر میں چوپٹ کر دی۔"

میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ "کون سی کہانی۔ بولے پرچھائیوں والی "ہمزاد کا مسکن" کی بات کر رہا ہوں۔"

میں نے ٹھنڈی سانس لے کر سوچا پہلے ہی معلوم ہو جاتا تو پان تک کو نہ پوچھتا۔ وہ ڈپٹ ڈپٹ کر کہتے رہے۔ "میں تو سمجھا تھا کہ آخر میں پانچ چھ پرچھائیاں فریدی کو گھیر لیں گی اور زبردست قسم کا ٹکراؤ ہو گا۔ زمین ہل کر رہ جائے گی۔ ہو نہہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔"

میں نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ "بھائی یہ ممکن نہ تھا۔ فریدی کے پرخچے اڑ جاتے پھر دھاڑے "وہ فریدی ہی کیا جو پرچھائیوں سے شکست کھا جاتا۔ ناول کو ختم کرنے سے پہلے مجھ سے ڈسکس کر لیا کرو۔" میں نے کہا۔ اچھا بھائی اب بتادو کہ مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے تھا۔ کہنے لگے اُس کے جسم پر کسی کیمیکل کا لیپ کرا کر بھڑا دیتے۔ میں نے کہا جواز بھی تو پیدا کرنا پڑتا ہے۔ سر کھجا کر بولے "سب چلتا ہے" میں نے کہا پہلے چلتا تھا۔ اب نہیں چلے گا اور چلانے کی کوشش کروں گا تو میٹرک کا کوئی طالب علم ہی آ کر کان پکڑ لے گا۔ کہنے لگے "میٹرک کے طالب علم تو صبح سے شام تک میرے بھی کان پکڑتے رہتے ہیں۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔"

مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے دونوں کان اکھڑ کر خود میرے ہاتھوں میں آ گئے ہوں۔! بہر حال اب آپ بتائیے کہ اس سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ والسلام۔

ابن صفی

۱۳/ جولائی ۱۹۷۸ء

ایسی بھیانک گرمی پہلے کبھی نہیں پڑی تھی۔ کم از کم جولیا کو تو یاد نہیں تھا کہ کسی سال کئی دنوں تک مسلسل حبس رہا ہو۔ بس دو چار گھنٹوں کو حبس ہوتا اور پھر سمندر کی طرف سے چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں اُن چند گھنٹوں کی کوفت دور کرنے لگتیں۔ لیکن اس بار تو قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ شہر میں گرمی کی وجہ سے اب تک کئی اموات ہو چکی تھیں۔

جولیانا فٹنر واٹر زیادہ تر وقت اپنی ایئر کنڈیشنڈ خواب گاہ میں گزارنے لگی تھی۔ اس وقت بھی لنچ کرنے کے بعد سیدھی یہیں چلی آئی تھی۔ موسم کی سختی نے اُس کی صحت کو بھی کسی قدر متاثر کیا تھا۔ ذہن پر ہر وقت غنودگی سی مسلط رہتی تھی۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا تھا۔ سائیکو مینشن بھی نہیں جاتی تھی۔ کبھی کبھی اپنے ساتھیوں پر غصہ آتا کہ کسی نے فون پر بھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ کس حال میں ہے۔ عمران کا تو قریباً پندرہ دن سے پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔ اس دوران میں کئی بار اس کے فلیٹ سے بھی معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اُدھر سے ہمیشہ لاعلمی ہی کا اظہار ہوا تھا۔ بہر حال اُسے ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے اس بھرے پُرے شہر میں تنہا رہ گئی ہو۔ اس وقت بھی اُس کے ذہن پر یہی تاثر طاری تھا اور وہ اونگھ رہی تھی۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی اور وہ چونک پڑی کوئی اور موقع ہوتا تو اس سرور انگیز غنودگی میں خلل پڑنے پر وہ چراغ پا ہو جاتی لیکن اس وقت تو گھنٹی کی یہ آواز مونس تنہائی لگی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر بیڈ سائیڈ ٹیبل سے فون کا ریسیور اٹھایا اور بڑی مترنم آواز میں "ہیلو" کہہ کر آنکھیں بند کر لیں لیکن پھر بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔ کیونکہ ایکس ٹو کی آواز نے گویا سماعت پر آرے چلا دیئے تھے۔

"یس سر....!"

"کیا کر رہی ہو....؟"

"ب.... بس.... یونہی....!"

"ان نالائقوں کی صحبت میں شائد تمہیں بھی قیلولے کی عادت پڑ گئی ہے۔!"

"جی.... نہیں.... ایسی تو کوئی بات نہیں۔!"

"خیر سنو.... تمہیں آج شام سات بجے والی فلائٹ سے سر دار گڈھ جانا ہے۔!"

"سس.... سر دار گڈھ....!"

"ہاں پوری بات سنو....!" ایکس ٹو غرایا اور جولیا کے کان جھنجھنا اٹھے۔

"یس سر.... میں سن رہی ہوں۔!" جولیا جھینپتی ہوئی سی آواز میں بولی۔

"کیا ابھی تک سو رہی تھیں۔!"

"نہیں جناب....!"

"سر دار گڈھ کے نام پر خوشی ہوئی ہو گی۔ ہل اسٹیشن ہے نا.... یہاں کی گرمی سے نجات مل جائے گی۔!"

"گرم ترین مقام پر بھی بھیجی جاسکتی ہوں۔!" جولیا نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"تم مسز چمران کی حیثیت سے سفر کرو گی۔ کاغذات چار بجے تک پہنچ جائیں گے۔ جو کاغذات پہنچائے گا اُسی سے اس سفر کی تفصیل بھی معلوم ہو جائے گی۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"وِیش آل....!" کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور جولیا نے طویل سانس لے کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

سر دار گڈھ.... تھینک گاڈ.... تجھے مجھ پر رحم آ ہی گیا۔ ورنہ اس شہر کی گرمی اور گھٹن میرا خاتمہ ہی کر دیتی۔ لیکن یہ مسز چمران.... پھر مسٹر چمران بھی ہو گا کوئی۔ ورنہ مسز ہونے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔ کیا عمران نے کوئی نیا گل کھلایا ہے؟ چمران اور عمران کی صوتی کیفیت یکساں ہے۔ اگر اس قسم کا کوئی ڈرامہ ہے تو پھر اس بار عمران بھی کیا یاد کرے گا۔

وہ پھر اونگھ گئی اور پھر ذرا ہی سی دیر میں ایسی گہری نیند آئی تھی جیسے اُس کی پریشانیوں کا کوئی واضح حل دستیاب ہو گیا ہو۔

دوبارہ بھی گھنٹی ہی کی آواز سے نیند کا سلسلہ ٹوٹا تھا۔ لیکن یہ فون کی گھنٹی نہیں تھی۔ کوئی باہر سے کال بل کا بٹن دبا رہا تھا۔ اُس نے گھڑی دیکھی ٹھیک چار بجے تھے اُسے یاد آ گیا کہ ایکس ٹو نے کسی کو بھیجا ہو گا۔ وہ جلدی سے اٹھی سلیپنگ گاؤن پہنا اور خواب گاہ سے نکل کر صدر دروازے کی

طرف چل پڑی۔

آنے والا صفدر تھا۔ جولیا اُسے اندر آنے کا راستہ دینے کے لئے ایک طرف ہٹ گئی اور صفدر بولا۔ "شائد میں تمہارے آرام میں مخل ہوا ہوں۔!"

"فکر نہ کرو.... آؤ....!"

وہ اُسے سٹنگ روم میں لے آئی اور بولی۔ "چیف سے پہلے ہی اطلاع مل چکی ہے۔!"

"اسی لئے ہشاش بشاش نظر آ رہی ہو۔ ورنہ اس طرح جگایا جانا پسند نہ کرتیں۔!"

"ٹھیک ہے.... میں نے بھی کب کہا کہ ہر وقت شرافت کے موڈ میں رہتی ہوں۔ بیٹھو.... لیکن قصہ کیا ہے؟"

صفدر نے بیٹھ کر بریف کیس زانوؤں پر رکھ لیا اور اُسے کھولتا ہوا بولا۔

"مادام لیسی ماتیف شیمر اں کے کاغذات ہیں۔ پاسپورٹ پر تمہاری تصویر ہے اور پاسپورٹ فرانسیسی حکومت کا جاری کردہ ہے۔ ویزے پر یہاں پہنچنے کی تاریخ درج ہے اور تم پیرس سے آئی ہو۔!"

"چیف نے مسز چمران کہا تھا۔!"

"ہو سکتا ہے چیف کو فرانسیسی نہ آتی ہو۔ انگلش میں تو چمران ہی پڑھا جائے گا۔ ویسے ہے شیمر اں۔!"

"میں سمجھی تھی شائد عمران کا کوئی چکر ہے۔!"

"چمران بروزن عمران.... واہ....!"

"تو یہ شخص شیمر اں....!"

"تمہارا شوہر ہے.... کئی سال سے یہاں مقیم ہے۔ تم سے جھگڑا تھا اس لئے تم پیرس میں رہتی تھیں۔ اب مصالحت ہو گئی ہے۔ لہٰذا تم بھی یہیں آ گئی ہو۔!"

"میں پوچھ رہی ہوں.... آخر یہ شیمر اں کیا بلا ہے۔!"

"بلا نہیں شوہر ہے.... مادام لیسی ماتیف کا....!"

"اور میں لیسی ماتیف کا رول ادا کروں گی۔!"

"ظاہر ہے۔!"

"اور وہ مجھے اپنی بیوی تسلیم کرے گا۔!"

"نہ کرے تو اول درجے کا احمق کہلائے گا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اگر کوئی تم جیسی عورت مجھ سے آکر کہے کہ وہ میری بیوی ہے تو میں بسر و چشم تسلیم کرلوں گا۔!"

"مذاق اڑا رہے ہو میرا....!" وہ آنکھیں نکال کر غرائی۔

"حقیقت عرض کر رہا ہوں مادام شیمر اں....!"

"اچھا.... اچھا.... پوری بات بتاؤ....!" وہ رکھائی سے بولی۔

"سردار گڈھ کے گرینڈ ہوٹل میں اُس نے تمہارے لئے کمرہ مخصوص کرایا ہے۔ یا تو وہ وہیں تمہارا منتظر ہوگا۔ یا بعد میں آکر تم سے وہیں ملے گا۔ بس تم گرینڈ ہوٹل پہنچ کر کاؤنٹر پر اپنا نام بتاؤ گی اور تمہیں اس کمرے میں پہنچا دیا جائے گا۔ اگر کوئی تمہارے کاغذات دیکھنا چاہے تو دکھا دینا۔!"

"میں اصلیت جاننا چاہتی ہوں۔!" جولیا جھنجھلائی۔

"جتنا مجھ سے کہا گیا ہے عرض کر چکا مسز چمران۔!"

"اور مجھے تنہا جانا ہوگا....؟"

"میں اس سلسلے میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسی لفافے میں جہاز کا ٹکٹ بھی موجود ہے۔ چونکہ سامان سفر کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی اس لئے خالص دودھ کے لئے تم اپنی بھینس بھی ساتھ لے جا سکتی ہو۔!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں....!"

"مطلب یہ تھا کہ سامان سفر کا انتخاب تم خود کرو گی۔!"

پھر بات ختم ہوگئی تھی اور صفدر رخصت ہو گیا تھا۔ جولیا نے ایکس ٹو کے فون کے نمبر ڈائیل کئے لیکن ایسا لگا جیسے لائن ہی ڈیڈ ہوگئی ہو۔ جھنجھلا کر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

روانگی کی تیاری کرنی تھی۔ جلدی جلدی ضروری سامان سمیٹا اور خود پر جھنجھلاتی رہی کہ آخر وہ مقامی عورتوں کی طرح کی کیوں ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی فکر کیوں ہے کہ سردار گڈھ پہنچ کر کیا ہوگا۔ دیکھا جائے گا جو کچھ ہوگا۔ ہو سکتا ہے یہ چمران یا شیمر اں عمران ہی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو خاصی تفریح رہے گی۔ وہ بھی کیا یاد کرے گا۔!

ایک ٹیکسی.... طلب کر کے ایئرپورٹ پہنچی۔ خیال تھا ممکن ہے کہ ساتھیوں میں سے کوئی ایئرپورٹ پر مل جائے لیکن ایسا بھی نہ ہوا۔

طیارے میں اپنی سیٹ پر بیٹھ جانے کے بعد بھی سوچ رہی تھی کہ شاید یہیں کوئی موجود ہو۔ لیکن لگژری کلاس میں تو کوئی نہ دکھائی دیا۔ "اونہہ جہنم میں جائے۔" وہ شانوں کو جنبش دے کر

آہستہ سے بڑبڑائی۔ "گرمی اور حبس سے تو نجات مل جائے گی۔!"

"جی کیا فرمایا....!" برابر کی سیٹ پر بیٹھا ہوا بوڑھا آدمی چونک کر بولا۔

"آپ خیریت سے تو ہیں نا....!" جولیا نے جل کر پوچھا۔

"کیا ہم پہلے کہیں مل چکے ہیں....؟" بوڑھے نے حیرت سے کہا۔ مقامی ہی آدمی تھا لیکن رکھ رکھاؤ والا اور نفاست پسند معلوم ہوتا تھا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں ہر بوڑھے آدمی کو اپنا باپ سمجھتی ہوں۔ خواہ وہ کسی رنگ یا نسل سے تعلق رکھتا ہو۔!"

"اب میں اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں.... خیر.... خیر.... کہاں سے آئی ہو....؟"

"فرانس سے....!"

"وہیں کی باشندہ ہو....؟"

"جی ہاں۔!"

"کیا وہاں اب بھی آرسین لوپن کے ناول اُسی ذوق و شوق سے پڑھے جاتے ہیں....؟"

"پتا نہیں.... مجھے قصے کہانیوں سے کبھی دلچسپی نہیں رہی۔!"

"تم کیا کرتی ہو....!"

"میں کچھ بھی نہیں کرتی فرانس میں صاحب جائیداد ہوں۔!"

"یہاں کیوں آئی ہو....؟"

"کیا تم کسی اخبار میں انٹرویو لینے کا کام کرتے ہو۔!"

"یہی سمجھ لو....!"

"تب تو مجھے اپنی زبان بند رکھنی چاہئے۔!"

"اوہو.... تو کیا تم فرانس کی کوئی اہم شخصیت ہو۔!"

جولیا نے کوئی جواب دینے کی بجائے دوسری طرف منہ پھیر لیا اور بوڑھے نے جلدی سے کہا۔ "میں سردار گڈھ کی ایک اہم شخصیت ہوں۔!"

"اوہ.... اچھا....!" جولیا سرد لہجے میں بولی۔

"تم سردار گڈھ کیوں جا رہی ہو....؟"

"اپنے شوہر کے پاس جا رہی ہوں۔!"

"اوہو.... کیانام ہے شوہر کا.... شاید میں جانتا ہوں۔!"

"مسٹر چمران....!"

"اوہ.... تو تم بھی اُس بے چارے کو چمران ہی کہتی ہو۔ حالانکہ۔!"

"میں شیمران کہتی ہوں.... میں نے سنا ہے کہ مقامی لوگ اُس کے نام کا تلفظ انگریزی میں کرتے ہیں۔ کیا تم اُسے جانتے ہو....؟"

"کیوں نہیں؟ قریباً دس سال سے وہ سردار گڈھ میں مقیم ہے۔ لیکن اب تم اچانک کیوں آگئی ہو۔ بے چارہ دس سال سے تنہائی کی زندگی گزار تا رہا ہے۔!"

"میں یہاں نہیں آنا چاہتی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ وہ فرانس ہی میں قیام کرے۔!"

"لیکن اسے ہمارے ملک سے محبت ہے۔ اُس نے سردار گڈھ میں بہتیرے فلاحی کام کیے ہیں۔ مقامی لوگ اُسے بہت پسند کرتے ہیں۔ اُس کی عزت کرتے ہیں اور وہ بھی سردار گڈھ کی ایک اہم شخصیت بن گیا ہے۔!"

جولیا کے سارے جوش و خروش پر اُوس پڑ گئی۔ تو وہ عمران نہیں معلوم ہوتا۔ پتا نہیں کون ہے؟ "چمران" کو وہ عمران ہی کا کوئی شگوفہ سمجھی تھی۔ لیکن اس بوڑھے کی گفتگو نے ایک بار پھر اُس کے ذہن کو ادھر اُدھر بھٹکنے پر مجبور کر دیا لیکن وہ بوڑھے سے اس کے سلسلے میں مزید پوچھ گچھ نہیں کر سکتی تھی۔

"مجھے سردار امان کہتے ہیں.... تم اپنے شوہر سے میرا ذکر کرنا وہ مجھے پہچان جائے گا۔!"

"ضرور کروں گی۔!"

"پچھلے دنوں میں نے سنا تھا کہ وہ کچھ علیل ہے۔ میں عیادت کو نہیں جا سکا پہلی فرصت میں آؤنگا۔!"

"بہت بہت شکریہ....!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "میرا نام لیسی ہے۔!"

"تم بھی اب یہیں رہ جاؤ.... واپس مت جانا....!"

"حالات پر منحصر ہے۔!"

"سردار گڈھ تمہیں پسند آئے گا۔ میں اُسے چھوٹا سوئٹزر لینڈ کہتا ہوں۔!"

"میرا شوہر بھی اُس کی تعریفیں لکھتا رہا ہے۔!"

"شیمران کا خیال ہے کہ مشرق سکون کا گھر ہے۔!"

"اب دیکھوں گی تو معلوم ہوگا۔!"

دفعتاً جہاز کے ٹیک آف کرنے کا اعلان ہوا اور حفاظتی پٹیاں کس لینے کی درخواست کی گئی۔
تھوڑی دیر بعد وہ خاصی بلندی پر پرواز کر رہے تھے۔ جولیا بور ہو رہی تھی اور سردار امان اونگھ رہا تھا۔
وہ مسلسل سوچے جارہی تھی اگر دس سال سے وہ سردار گڈھ میں مقیم ہے تو اس کا کوئی گھر بھی ہوگا۔ ہوٹل میں تو نہ رہتا ہوگا۔ پھر گرینڈ ہوٹل کے کسی کمرے میں ملاقات کی کیوں ٹھہری تھی۔ اس کا دل چاہا کہ وہ اس مسئلے پر سردار امان سے تبادلہ خیال کرے۔ اس نے اُسے کنکھیوں سے دیکھا۔ سردار امان کی آنکھیں بند تھیں.... اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ شاید سو ہی گیا تھا۔ جولیا نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک کتاب نکالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔
سردار گڈھ پہنچنے تک بوڑھا سوتا ہی رہا تھا۔ اُس وقت بھی نہ اٹھا جب جہاز کی لینڈنگ کے لئے حفاظتی پٹیاں کس لینے کو کہا جارہا تھا۔ جولیا نے اُس کا شانہ پکڑ کر ہلایا۔
"کیا ہوا....!" وہ بوکھلا کر اردو میں بولا۔ پھر کسی قدر ہوش بحال ہونے پر انگریزی میں پوچھا۔ "کیا کہہ رہی ہو۔!"
"پٹیاں کس لو.... جہاز لینڈ کرنے کے لئے چکر لگا رہا ہے۔!"
"اوہ... اچھا.... شکریہ.... میں گہری نیند سویا تھا۔ فلائٹ کے دوران میں یہ میری عادت بن گئی ہے....!"
جہاز سے اُترنے کے بعد بھی سردار امان اس کے ساتھ ہی رہا۔
"شیمران نہیں لینے آیا ہوگا....؟" اس نے پوچھا۔
"میں نے یہاں پہنچنے کی تاریخ سے اُسے مطلع نہیں کیا تھا۔ میری عادت ہے کہ میں کہیں پہنچنے سے پہلے کسی کو مطلع نہیں کرتی اور میری اس عادت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اُس نے مجھے لکھا تھا کہ جب بھی آؤں یہاں کے گرینڈ ہوٹل پہنچ جاؤں اُس نے وہاں کمرہ مخصوص کرا دیا ہے۔!"
"بڑی عجیب بات ہے لیکن میں تمہیں براہِ راست اُس کی قیام گاہ تک پہنچا سکتا ہوں۔!"
"اُوہ.... نہیں شکریہ....!"
"کوئی دشواری نہ ہوگی۔ باہر میری گاڑی موجود ہے۔!"
"نہیں.... میں چاہتی ہوں کہ وہ خود گرینڈ ہوٹل آکر مجھے اپنے ساتھ لے جائے۔!"
"اچھی بات ہے تو پھر میں تمہیں گرینڈ تک پہنچائے دیتا ہوں۔!"
"میں شکر گزار ہوں گی۔!"

"اُوہ.... کوئی بات نہیں۔!"

ایک ایئر کنڈیشنڈ مرسیڈیز کار باہر موجود تھی۔ باوردی شوفر نے بوڑھے کو سلام کر کے دروازہ کھولا۔ اُن دونوں کے بیٹھ جانے کے بعد جولیا کے سوٹ کیس ڈکے میں رکھ دیئے۔

"گرینڈ ہوٹل کی طرف چلو....!" سردار امان نے شوفر سے کہا اور گاڑی حرکت میں آگئی۔

"بات سمجھ میں نہیں آئی۔ شیمراں تمہیں گھر کا پتہ بھی لکھ سکتا تھا۔ آخر گرینڈ ہوٹل کیوں؟" بوڑھے نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اپنے اس شوق کو پورا کرنا چاہتا ہو کہ خود مجھے کہیں اور ریسیو کر کے اپنے ساتھ گھر لے جائے۔!"

"ہاں یہ ہو سکتا ہے.... فطرتاً نازک خیال بھی ہے۔ بہت ہی عجیب آدمی ہے۔ عام لوگوں سے بالکل مختلف۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ پھر وہ گرینڈ ہوٹل بھی پہنچ گئے۔ سردار امان جولیا کے ساتھ اُتر کر ہوٹل کے کاؤنٹر تک آیا۔

جیسے ہی شیمراں کا حوالہ دیا گیا۔ کاؤنٹر کلرک کچھ بے چین سا نظر آنے لگا اور اس نے بل کیپٹن سے کہا کہ وہ انہیں منیجر کے کمرے میں لے جائے۔ یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا اور جولیا نے محسوس کیا کہ منیجر کاؤنٹر کلرک سے بھی زیادہ بدحواس نظر آنے لگا ہے۔

"خاتون.... مجھے بے حد افسوس ہے۔!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "موسیو شیمراں کل ایک بج کر پندرہ منٹ پر رحلت کر گئے۔!"

"نہیں....!" جولیا دیوانگی کے سے انداز میں چیخی اور خود بھی اپنی اس بے ساختہ اداکاری پر متحیر رہ گئی۔ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا اور سردار امان نے غصیلے لہجے میں منیجر سے کہا۔

"تمہیں اس طرح یہ خبر نہیں سنانی چاہئے تھی۔!"

پھر وہ جولیا کا شانہ تھپک تھپک کر تشفی آمیز جملے ادا کرنے لگا۔

"مجھے افسوس ہے سردار صاحب.... میں بہت نروس ہو رہا ہوں۔" منیجر نے کہا۔

"خیر.... خیر.... لیکن اب کیا کرنا ہے۔!"

"میں کیا عرض کروں جناب....!"

وہ دونوں اردو میں گفتگو کر رہے تھے۔ جولیا دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے سسکیاں لیتی رہی۔

"لاش کہاں ہے۔!"

"آخری رسوم کے لئے چرچ میں پہنچادی گئی ہے۔ مادام کا انتظار تھا۔!"

"کوٹھی پر کون ہے؟"

"سیکریٹری اور تین ملازمین۔!"

"تو پھر اسے گھر ہی جانا چاہئے۔ اتفاق سے جہاز پر ملاقات ہوئی اور تعارف بھی ہو لیا۔ ورنہ کتنی پریشانی میں پڑتی بے چاری۔!" سردار امان پھر جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"صبر کرو..... اچھی بچی..... اب صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ میں تمہیں تمہارے گھر لے چلوں گا۔!"

"اب میں یہاں تمہارے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتی۔!" جولیا سسکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"تمہارے سلسلے میں مجھے اپنے فرائض کا پورا پورا احساس ہے۔ تم بالکل بے فکر رہو۔!"

وہ باہر نکلے ہی تھے کہ منیجر تیز قدموں سے چلتا ہوا اُن کے قریب آرکا اور کسی قدر ہانپتا ہوا بولا۔ "معافی چاہتا ہوں سردار صاحب..... مجھے صحیح طور پر علم نہیں تھا۔ لاش ابھی ہسپتال کے سردخانے ہی میں ہے۔ چرچ نہیں بھجوائی گئی۔!"

"شکریہ..... ہم دیکھیں گے۔!" سردار امان نے کہا اور جولیا کو گاڑی میں بٹھانے لگا۔ پھر گاڑی کے حرکت میں آجانے کے بعد اُس نے لاش کے بارے میں جولیا کو بتایا تھا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ کاش میں نے شیمر اں کا کہنا مان لیا ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی رہتی۔ خداوندا وہ کیسی بے بسی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوا ہوگا۔!"

خاموش ہو کر وہ پھر سسکیاں لینے لگی۔ لیکن دل ہی دل میں ایکس ٹو کی جو دُرگت بنا رہی تھی اُسے اس کے کانوں تک کبھی نہ پہنچا سکتی۔ سردار امان اُسے برابر تسلیاں دیئے جا رہا تھا۔

وہ جدید طرز کی ایک کشادہ عمارت تھی جس کے اطراف میں بڑے سلیقے سے ایک باغ ترتیب دیا گیا تھا۔ شیمر اں کی سیکریٹری جو گندمی رنگت والی ایک مقامی عیسائی لڑکی تھی۔ بادیدہ پرنم جولیا سے ملی۔ تینوں ملازمین بھی دیسی ہی تھے۔ جولیا سٹنگ روم میں بیٹھی رہی۔ سردار امان صبح کو آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا تھا اور اپنے فون نمبر بھی اُسے دے گیا تھا کہ اگر صبح سے پہلے ہی کوئی ضرورت پیش آجائے تو وہ بے تکلفی سے اسے کال کر لے۔

جولیا دل ہی دل میں ہنس رہی تھی کہ شوہر کی شکل دیکھنے سے پہلے ہی بیوہ بھی ہو سی۔ کیا ہے۔ ایکس ٹو اگر اُسے اصل معاملے سے آگاہ کر دیتا تو زیادہ بہتر تھا۔ پتا نہیں لاعلمی میں کہاں لغزش ہو جائے اور اُسکے کیا نتائج نکلیں۔ اب یہی ایک دشواری تھی کہ پہلے کبھی اچانک بیوہ ہو جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ پتا نہیں اُس کی شکل بیواؤں جیسی لگ بھی رہی ہے یا نہیں۔

"اب ہم لوگوں کے لئے کیا حکم ہے مادام....!" دفعتاً شیمر ال کی سیکریٹری میریا نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... سب کچھ بدستور قائم رہے گا۔ یا پھر شیمر ال کے وصیت نامے کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ اس کے قانونی مشیر کو مطلع کر دو کہ میں پہنچ گئی ہوں۔!"

"رات کے تین بج رہے ہیں۔!" میریا بولی۔ "اس وقت اطلاع دینا مناسب نہیں۔!"

"خیر صبح پر رکھو....!"

"اب آرام کیجئے.... میں نے آپ کی خواب گاہ اپنے طور پر ٹھیک کی تھی۔ اب جو آپ تبدیلی چاہیں گی کر دی جائے گی۔!"

جولیا اُس کی بات اڑا کر بولی۔ "کیا وہ بہت بیمار تھا۔!"

"علالت کا سلسلہ چھ ماہ سے چل رہا تھا۔!"

"لیکن یقین کرو اُس نے مجھے کبھی نہیں لکھا کہ وہ بیمار بھی ہے۔ بس اُس کی خواہش تھی کہ اُس کے پاس پہنچ جاؤں خواہ چند ہی دنوں کے لئے آسکوں۔!"

"موسیو شیمر ال بہت اچھے تھے مادام.... دوسروں کے ذہنوں پر کسی قسم کا بھی بار ڈالنا پسند نہیں کرتے تھے۔!"

"ہاں.... وہ بہت اچھا تھا۔!" جولیا گلوگیر آواز میں بولی۔ "کاش میں اتنی ضدی نہ ہوتی۔!"

"آخری وقت میں بھی انہوں نے آپ ہی کی باتیں کی تھیں۔!"

"اُوہ....!" جولیا نے رومال سے چہرہ ڈھانپ لیا اور بے آواز ہنسنے لگی۔ بیچاری میریا یہی سمجھی ہوگی کہ آواز کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی بنا پر جسم کو جھٹکے لگ رہے ہیں۔

"صبر کیجئے مادام....!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"میرے بارے میں کیا باتیں کرتا تھا...!" اس نے تھوڑی دیر بعد گھٹی گھٹی سی آواز میں پوچھا۔

"یہی کہ آپ دل کی بری نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے مرحوم باپ کی وصیت کا پاس کر رہی ہیں جن کی خواہش تھی کہ آپ اپنے آبائی مکان کو کبھی خیر باد نہ کہیں۔!"

"یہ ٹھیک ہے....!" جولیا سر ہلا کر بولی۔

"کبھی کبھی افسوس کرتے تھے کہ خود اُنہوں نے فرانس چھوڑنے کا فیصلہ کر کے غلطی کی لیکن وہ اپنے ہم وطنوں سے دل برداشتہ ہو گئے تھے۔!"

"آہ....اب یہ بات میری سمجھ میں آ رہی ہے کاش میں نے اُس کی زندگی ہی میں اُسے سمجھنے کی کوشش کی ہوتی۔!" جولیا سسک کر رہ گئی۔ ویسے اِس کا دل چاہ رہا تھا کہ زور سے ایک قہقہہ لگائے یہ سب کچھ اُس کے لئے تھا جس کی شکل بھی اُس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

"موسیو شیمر اں بہت اچھے تھے۔!" میریا بولی۔ "لیکن اس کے باوجود بھی....!" وہ جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گئی۔

"کیا کہنا چاہتی ہو....؟" جولیا سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"اس کے باوجود بھی کچھ لوگ اُن کے دشمن تھے۔ انہوں نے کبھی کسی کے ساتھ کوئی بُرائی نہیں کی تھی۔ عام آدمیوں کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کچھ کرتے رہتے تھے۔ میں نے اُنہیں کبھی کسی سے جھگڑا کرتے نہیں دیکھا۔ بے حد نرم دل اور میٹھی زبان رکھتے تھے۔ پھر بھی کچھ لوگ انہیں پریشان کر رہے تھے۔!"

جولیا مزید چونکی ہو گئی۔

"کچھ لوگ پریشان کر رہے تھے....؟" جولیا نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں مادام.... انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں اپنی بیوی کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی مر جاؤں تو تم مکان میں کسی کو داخل نہ ہونے دینا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔!"

"یہ تین ملازم جن سے آپ کچھ دیر پہلے مل چکی ہیں۔ ریٹائرڈ فوجی اور بہت اچھے نشانہ باز ہیں۔ موسیو شیمر اں نے انکی خدمات اسی لئے حاصل کی تھیں کہ وہ مکان کی اچھی طرح نگرانی کر سکیں۔!"

"خدا کی پناہ.... تو کیا ایسی دشمنیاں تھیں اور اس نے پولیس سے مدد نہیں لی۔!"

"نہیں مادام.... مجھے بھی اس پر حیرت تھی۔!"

"حیرت کی کوئی بات نہیں۔!" جولیا سنبھل کر بولی۔ "وہ ایسا ہی تھا۔ اپنے معاملات خود نپٹاتا تھا خواہ حالات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں.... خیر ہاں تو کیا تم مستقل طور پر یہیں رہتی ہو۔!"

"نہیں مادام لیکن جب موسیو شیمر اں ہسپتال منتقل ہو گئے تھے تو رہنا ہی پڑا تھا۔ انہوں نے

مجھ پر گھر کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی ڈال دی تھی۔ وہ اتنے اچھے تھے کہ میں اُن کے لئے ہر قربانی دے سکتی تھی۔ لیکن آپ اس کا کوئی غلط مطلب نہ لیجئے گا مادام.... انہوں نے مجھے اتنی شفقت دی تھی کہ میرا باپ بھی نہ دے سکتا۔ وہ مجھے بیٹی کی طرح سمجھتے تھے۔"میریا کی آواز گلوگیر ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔

"اُوہ.... نہیں....!" جولیا جلدی سے بولی۔"میں سمجھتی ہوں.... وہ بہت اچھا آدمی تھا۔ اسے فرانس کی عورتوں کی بے راہ روی ناپسند تھی۔ وہ مشرق کا اسی لئے مداح تھا کہ یہاں اب بھی خیالات میں پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ لوگ بُرائی کو بُرائی ہی سمجھتے ہیں۔ اُسے تفریح کا نام دے کر اس کا پرچار نہیں کرتے۔ خیالات کے اعتبار سے شیمر ال بے حد مشرقی تھا۔!"

میریا کے گالوں پر دو چار آنسو ڈھلک آئے اور اب جولیا کا سر نیند کے دباؤ سے بھاری ہونے لگا تھا۔

"اچھی بات ہے۔!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔"اب مجھے میری خواب گاہ دکھادو....!"

بستر پر لیٹتے ہی سو گئی تھی۔ پھر پتا نہیں کیسے اچانک آنکھ کھل گئی۔ کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں اور بالکل ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے سوتے میں اعصاب پر کسی قسم کا دباؤ پڑا ہو۔

پھر اُس نے ایک چیخ سنی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی اور کوئی وزنی چیز کہیں فرش پر گری تھی۔ جولیا نے اپنے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈال کر اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکالا اور بستر سے اُتر آئی۔ ٹھیک اُسی وقت عمارت کے کسی دور افتادہ حصے سے فائر کی آواز آئی تھی۔

وہ پستول سنبھالے ہوئے دروازے کے قریب آرکی۔ انداز میں کسی قدر ہچکچاہٹ پائی جاتی تھی۔ پوری عمارت بھی تو اُس نے نہیں دیکھی تھی۔ لہٰذا اس طرح کمرے سے نکل جانا مناسب نہ ہوگا۔

"کیا بات ہے.... کیا ہوا....!" اُس نے میریا کی گھٹی گھٹی سی آواز سنی۔

"کمرے سے باہر مت نکلنا۔!" کسی نے بھاری آواز میں کہا۔

جولیا کی پیشانی پر شکنیں اُبھر آئیں۔ آخر چکر کیا ہے؟ اس نے سوچا کہ کم از کم اُسے کسی کو آواز ہی دینی چاہئے۔ ورنہ اُس کی طرف سے ایسی خاموشی غیر فطری سمجھی جائے گی۔

"کیا بات ہے.... یہاں کیا ہو رہا ہے۔!" اُس نے اونچی آواز میں کہا۔

"اندر ہی ٹھہریئے مادام....!" وہی بھاری بھر کم آواز سنائی دی۔"کوئی خاص بات نہیں ہے۔ عمارت کو خالی سمجھ کر کچھ چور گھس آئے تھے۔!"

جواب بڑی صاف ستھری انگلش میں ملا تھا۔ جولیا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔ وہ یقینا انہی تینوں گھریلو ملازمین میں سے کوئی تھا۔

"یہ چیخ کس کی تھی۔!" جولیا نے اونچی آواز میں کہا۔ "اور شائد میں نے ایک فائر بھی سنا تھا۔!"

"کوئی خاص بات نہیں مادام.... ہمارا ایک ساتھی زخمی ہو گیا ہے۔!" جواب ملا۔

جولیا نے سوچا یہ بھی کوئی خاص بات نہیں کہ ایک ساتھی زخمی ہو گیا ہے۔ عجیب لوگ ہیں اور پتا نہیں کیا کر رہے ہیں۔ وہ پھر بستر پر جا بیٹھی لیکن پستول اب بھی ہاتھ ہی میں تھا۔ گھڑی پر نظر ڈالی پانچ بجنے والے تھے۔ یعنی جو واقعہ بھی ہوا تھا چار اور پانچ بجے کے درمیان ہوا تھا۔ جب عموماً گہری نیند کا دور ہوتا ہے۔

"کیا آپ باہر آنا چاہتی ہیں مادام....!" راہداری سے آواز آئی۔

"ہاں....!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔ اُس نے پستول بیگ میں رکھ دیا اور سلیپنگ گاؤن پہننے لگی۔

دروازہ کھول کر راہداری میں نکلی تو ملازمین میں سے ایک سامنے ہی کھڑا نظر آیا۔

"کوئی تشویش کی بات نہیں۔!" اُس نے کہا۔ "ہم میں سے ایک کے بازو میں خنجر کا زخم لگا ہے۔!"

"لیکن میں نے تو فائر کی آواز سنی تھی۔!"

"ہم میں سے کسی نے کیا ہوگا۔!" اُس نے لاپرواہی سے کہا۔

"آخر بات کیا ہے؟ تم لوگ مجھے بتاتے کیوں نہیں۔!"

"ہم تو صرف محافظت کے لئے ہیں مادام.... کسی خاص بات کا علم سیکریٹری ہی کو ہوگا۔!"

"اُس نے صرف کچھ دشمنوں کا ذکر کیا تھا۔ دشمنی کی وجہ نہیں بتائی تھی۔!" وہ خاموش کھڑا رہا۔

"میریا کہاں ہے....؟" جولیا نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں.... شائد وہ بہت زیادہ ڈر گئی ہیں۔!"

"مجھے بتاؤ اُس کا کمرہ کون سا ہے۔ لیکن نہیں ٹھہرو! پہلے مجھے زخمی کو دیکھنا چاہئے۔!"

"ارے وہ کوئی خاص بات نہیں۔!" وہ ہنس کر رہ گیا۔

"شائد تمہارے لئے کوئی بات خاص نہیں ہے۔!" جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ کہ معمولی سا زخم ہے۔ خیر آیئے.... اُسے بھی دیکھ لیجئے۔ کچن میں بیٹھا کافی پی رہا ہوگا۔ ذرا سی بھی محنت اُسے کافی کی طلب محسوس کرا دیتی ہے۔!"

"اونہہ.... اچھا تو میریا کی طرف چلو....!"

میریا واقعی بہت خوف زدہ تھی اور جولیا کی آواز سنے بغیر اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔

''مم.... مادام....!'' وہ ہکلا کر رہ گئی۔

''چور تھے، گھر خالی سمجھ کر گھس آئے تھے۔ بھاگ گئے۔!'' جولیا نے اُسے تشفی دینے کی کوشش کی۔

''بیٹھ جاؤ....!'' جولیا نے اُس کے شانے پکڑ کر بٹھاتے ہوئے کہا اور خود بھی کرسی کھینچ کر اُس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

مادام.... میں بہت خائف ہوں۔!''

''ہمارے آدمیوں نے انہیں مار بھگایا.... تم کیوں فکر کرتی ہو۔!''

''اُن میں سے کوئی چیخا بھی تو تھا اور ایک فائر بھی ہوا تھا۔!''

''ہاں ایک آدمی زخمی ہو گیا ہے۔ لیکن گولی سے نہیں.... اندھیرے میں اُس پر خنجر سے حملہ کیا گیا تھا۔!''

''کون تھا....؟''

''یہ تو میں نہیں جانتی۔ جس نے تمہاری خواب گاہ کا راستہ بتایا تھا اُسی کا بیان ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ کوئی تشویش کی بات نہیں بازو میں معمولی سا زخم آیا ہے اور وہ کچن میں بیٹھا کافی پی رہا ہو گا۔!''

''میں سمجھ گئی۔ طارق ہو گا۔ وہی کافی کا کیڑا ہے۔ لیکن مادام.... یہ معمولی چوروں کی حرکت نہیں تھی۔ آپ کو خوف زدہ ہونے سے بچانے کے لئے یہ بیان دیا گیا ہے۔!''

''اوہو.... تو تم سچی بات بتادو....!''

''موسیو شیمرال کے دشمن.... وہ اُن کی زندگی میں بھی کئی بار گھر میں گھسنے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن موسیو شیمرال کی بیدار مغزی کی بناء پر انہیں کامیابی نہیں ہو سکی تھی۔!''

''سوال تو یہ ہے کہ ایسے حالات میں اُس نے پولیس کو مطلع کیوں نہیں کیا۔!''

''وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ بات باہر بھی پھیل جائے اور ہاں دیکھئے آپ بھی اس کا تذکرہ کسی سے نہ کیجئے گا۔ سردار امان سے بھی نہیں جو آپ کو پہنچانے آئے تھے۔ حد ہو گئی کہ موسیو شیمرال نے اپنے وکیل سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔!''

''بڑی عجیب بات ہے حالانکہ چار افراد اس سے واقف ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ تم چاروں۔ اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم میں سے کوئی اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرے گا۔!''

''وہ ہم چاروں پر اعتماد کرتے تھے اور ہم میں سے کسی نے بھی ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں

پہنچائی۔ انہیں آدمیوں کو پرکھنا آتا تھا اور فیصلے حتمی ہوتے تھے۔!"

"میں تو واقعی بڑی الجھن میں پڑ گئی ہوں۔ اب یہی دیکھو کہ ان حالات کی بناء پر میں اتنی مغموم نہیں ہو سکی جتنی کہ مجھے ہونا چاہئے تھا۔!"

"درست ہے....!" وہ سر ہلا کر بولی۔ "بہر حال موسیو شیمر ال کے وصیت نامے میں اس پر کچھ نہ کچھ روشنی ضرور ڈالی گئی ہوگی۔!"

"پہلی فرصت میں اُسے میری آمد سے مطلع کر دینا اور اب مجھے اُن تینوں کے بارے میں بتاؤ جتنا کچھ جانتی ہو۔!"

"وہ بڑی مونچھوں والا سجاد ہے جو آپ کو یہاں پہنچا گیا ہے۔ جس کا ایک کان ٹوٹا ہوا ہے گل میر ہے اور وہ جو زخمی ہوا ہے طارق ہے۔ تینوں سابق فوجی اور بہت دلیر ہیں۔ پڑھے لکھے ہیں۔ تینوں روانی سے انگلش بول سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ میں ان کے بارے میں اور کچھ نہیں جانتی اپنے بارے میں یہ بتا سکتی ہوں کہ ایک پرسنل سیکریٹری کے فرائض سے بخوبی واقف ہوں۔ کسی کی ملازمت میں رہوں یا نہ رہوں اُس کے راز میرے ساتھ قبر ہی میں جائیں گے۔ میرے والدین بے حد شریف تھے اور بچپن ہی سے مجھے اصول پرستی کی اہمیت سمجھاتے رہتے تھے۔"

"ٹھیک ہے.... تو پھر تم یہ بھی جانتی ہو گی کہ شیمر ال کے دشمن اُس سے کیا چاہتے تھے۔!"

"یقین کیجئے مادام.... موسیو شیمر ال نے مجھے بھی یہ بات نہیں بتائی تھی۔!"

"خیر.... خیر.... کیا وکیل اب بیدار ہو گیا ہو گا۔!"

"یقیناً.... یہ لوگ بہت سویرے اٹھ جاتے ہیں عبادت کرنے کے لئے۔ میں ابھی اس سے فون پر رابطہ قائم کرتی ہوں۔!"

"میرا خیال ہے کہ پہلے کچن میں چلو....!"

"اوہ.... اچھا.... اب یہ بھی مجھے ہی دیکھنا پڑے گا۔ آپ کو اُن لوگوں کے ہاتھ کا پکایا ہوا پسند نہیں آئے گا۔!"

وہ دونوں کچن میں آئیں۔ وہ ملازم اب بھی کچن ہی میں تھا جس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ دونوں نے اس کی مزاج پُرسی کی اور وہ ہنس کر بولا۔ "کوئی خاص بات نہیں۔ اگر غافل ہوتا تو خنجر بازو کی بجائے پہلو میں اُتر جاتا۔ کیا میں آپ کو کافی پیش کروں۔!"

"ہم خود دیکھیں گے....!" جولیا نے کہا۔ "تمہیں آرام کرنا چاہئے۔!"

"شکریہ مادام....!" وہ کچن سے نکل گیا۔

"کیا نام بتایا تھا تم نے۔!" جولیا نے میریا سے پوچھا۔

"طارق....!"

"تم کہتی ہو... ریٹائرڈ فوجی ہے۔ آخر یہاں کتنی چھوٹی عمر میں لوگ ریٹائر کر دیئے جاتے ہیں۔!"

"پتا نہیں.... مجھے موسیو شیمر اں نے یہی بتایا تھا۔!"

میریا ناشتہ تیار کرنے لگی اور جولیا اُس کا ہاتھ بٹاتی رہی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا ہو گا۔ کیا وکیل وصیت نامہ لے کر آئے گا اور جب لاش آخری رسوم کیلئے اسپتال میں لائی جائے گی تو کیا ہو گا۔ اُسے کیا کرنا پڑے گا۔ نہ کبھی اس کی شادی ہوئی تھی اور نہ بیوہ ہی ہو جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ ایسی صورت میں وہ کس طرح نیچرل نظر آسکے گی۔ کہیں کوئی حماقت نہ سرزد ہو جائے۔

دفعتاً وہ شخص کچن میں داخل ہوا جس کا نام میریا نے سجاد بتایا تھا۔

"آپ کی کال ہے مادام....!" اُس نے بڑے ادب سے جولیا کو اطلاع دی۔

"میری کال....!" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں.... شائد سردار امان ہیں۔!"

"اوہ.... اچھا.... وہ نیک دل بوڑھا۔!" جولیا نے کہا اور سجاد کے ساتھ اُس جگہ پہنچی جہاں فون رکھا ہوا تھا۔

"تم کیسی ہو... کوئی دشواری تو پیش نہیں آئی...؟" سردار امان نے دوسری طرف سے پوچھا۔

"بہت بہت شکریہ.... میں بالکل ٹھیک ہوں۔ امید ہے کہ تم آخری رسوم میں شرکت کرو گے۔ میں یہاں تمہارے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتی۔!"

"بے فکر رہو... میں نے رات ہی سے آخری رسوم کی تیاریاں شروع کرا دی ہیں۔ تمہیں کوئی پریشانی نہ ہو گی۔ کیا خیال ہے تابوت پہلے گھر لایا جائے یا براہِ راست چرچ میں پہنچا دیا جائے۔!"

"جیسا تم مناسب سمجھو....!"

"ویسے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ شیمر اں کی موت کی اطلاع ابھی تک اس کے کسی شناسا کو نہیں ملی۔ میں لوگوں کو مطلع کر رہا ہوں اور وہ حیرت ظاہر کر رہے ہیں اور انہیں دکھ ہے کہ شیمر اں کی لاش اسپتال کے سرد خانے میں پڑی رہی۔!"

"میں اس کے بارے میں کیا بتاؤں سردار امان! میں کچھ بھی تو نہیں جانتی۔!"

"ہاں ٹھیک ہے۔ وہ صرف اپنے ملازموں کے رحم و کرم پر تھا۔ خیر تو میں کس وقت آؤں۔!"

"ایک گھنٹے بعد.... تم میرے لئے بہت تکلیف اٹھا رہے ہو میں شرمندہ ہوں۔!"

"ایسی کوئی بات نہیں.... اچھا خدا حافظ۔!"

"خدا حافظ۔!"

سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر جولیا نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ کچن میں واپس آکر اُس نے میریا سے کہا۔ "کتنی عجیب بات ہے کہ شیمر ال کے شناساؤں کو اس کی موت کی اطلاع نہیں دی گئی۔!"

"انہوں نے یہی کہا تھا کہ جب تک آپ یہاں نہ پہنچ جائیں اُن کی موت کی اطلاع کسی کو نہ دی جائے۔ صرف وکیل اور گرینڈ ہوٹل کے منیجر کو اعتماد میں لینے کے لئے کہا تھا۔ لہٰذا ان دونوں کو اطلاع دے دی گئی تھی۔!"

"کیا گرینڈ کے منیجر سے خصوصی تعلقات تھے۔!"

"میں نہیں جانتی مادام.... انہوں نے مجھے اس کی وجہ نہیں بتائی تھی۔!"

"شیمر ال نے یہاں کس قسم کے فلاحی کام کیے تھے....؟"

"بہتیرے مادام.... مثال کے طور پر ایک محتاج خانے ہی کو لے لیجئے ہمارے یہاں سرکاری طور پر ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے جہاں بوڑھے اور معذور لوگوں کی دیکھ بھال ہو سکے۔ موسیو شیمر ال نے اپنے اخراجات سے ایک ایسا محتاج خانہ قائم کیا تھا اور یہاں کے مخیّر لوگوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اجتماعی طور پر ملک بھر میں ایسے ادارے قائم کرنے کی کوشش کریں۔ کیا ضروری ہے کہ حکومت ہی سب کچھ کرتی پھرے۔!"

"اچھا.... اچھا.... اور ایسا شخص گمنامی میں مر گیا۔ اُس کے شناساؤں تک کو اُس کی موت کی خبر نہ ہو سکی۔ کتنی عجیب بات ہے۔!"

میریا کچھ نہ بولی۔ اسکے چہرے پر ایسا ہی تاثر تھا جیسے کہنا چاہتی ہو کہ اُسے بھی اُس پر حیرت ہے۔

گرینڈ ہوٹل کے منیجر کو اپنی قیام گاہ سے ہوٹل تک پہنچنے کے لئے تین فرلانگ لمبا اور ویران راستہ طے کرنا پڑتا تھا۔ راستہ دشوار گزار تھا اس لئے جیپ کی رفتار زیادہ تیز نہیں ہوتی تھی۔ دن کے نو بجے تھے وہ خود ہی جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ پچھلی رات دیر تک جاگنے کی بناء پر دن چڑھے تک

سوتا رہا تھا۔ گذشتہ رات کو پہلے تو مسز شیمر ال والی الجھن اس کے سامنے آئی تھی اور پھر اس کے بعد کوئی نامعلوم غیر ملکی عورت اُسے فون پر بور کرتی رہی تھی۔ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کہنا کیا چاہتی ہے۔ شاید نشے کی جھونک میں تھی۔ آخر کار اس نے کہا تھا کہ وہ اُس سے ملنا چاہتی ہے جس کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ جب چاہے مل سکتی ہے۔

"لیکن میں اچانک کہیں ملوں گی اور تمہیں تھوڑا وقت دینا پڑے گا۔!" اس نے کہا تھا اور منیجر کو یقین آگیا تھا کہ وہ سوفی صد نشے میں تھی۔

اس وقت اچانک پھر اُس کی جھک جھک یاد آگئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا پتا نہیں کون تھی؟ نشے کے عالم میں کی جانے والی بکواس بھی اپنا کوئی پس منظر رکھتی ہے۔ خدا جانے اُس کے ذہن میں کیا تھا۔ "اُونہہ" وہ بُرا سامنہ بنا کر بڑبڑایا۔ "جہنم میں جائے۔!"

لیکن جیسے ہی اس نے نشیب میں پہنچ کر گاڑی بائیں جانب موڑنے کی کوشش کی اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ کیونکہ وہ اچانک سامنے آگئی تھی۔ اس نے پورے بریک لگائے اور جیپ اُلٹتے اُلٹتے بچی۔ گاڑی روک کر وہ اُسے آنکھیں پھاڑے دیکھتا رہا۔ اُس کی جگہ کوئی مرد ہوتا تو گالیاں کھاتا یا اُس کے ہاتھوں پٹ گیا ہوتا لیکن وہ بڑی اسمارٹ لڑکی تھی۔ جین اور جیکٹ میں تو غضب ڈھا رہی تھی۔ منیجر کے اعصاب پر دباؤ پڑا تھا۔ لیکن وہ کھڑی ہنس رہی تھی۔ یوریشین معلوم ہوتی تھی۔ آہستہ آہستہ منیجر بھی پُرسکون ہو گیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کہنا چاہئے۔!" وہ بالآخر بولا۔

"مجھے بُرا بھلا کہو.....!" لڑکی نے کہا۔

"خطرناک حرکت تھی۔!"

"میں تمہیں خوف زدہ کرنا چاہتی تھی۔ تمہاری دشمن ہو گئی ہوں۔!"

"لیکن میرا خیال ہے کہ پہلے کبھی ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔!"

"نہ ہوئی ہوگی۔ ویسے تم اول درجے کے فراڈ ہو۔!"

"محترمہ... محترمہ... میں بے تکلفی کا عادی نہیں ہوں۔!" منیجر نے کسی قدر ترش لہجے میں کہا۔

"اس کے باوجود بھی تمہیں سننا پڑے گا۔!"

"آخر کیوں....؟"

"یہ تم نے مسز شیمر ال کہاں سے نکال لی ہے۔ وہ غیر شادی شدہ تھا۔!"

"اوہ....!" وہ اُسے غور سے دیکھ کر رہ گیا۔

"پچھلی رات فون پر میں ہی تھی جس نے تمہیں بور کیا تھا۔!"

"اور شاید نشے میں تھیں۔!"

"ہرگز نہیں... تمہاری اس حرکت نے میرے ذہن پر اچھا اثر نہیں ڈالا تھا۔ میں خود کو پاگل محسوس کر رہی تھی۔"

"تم بار بار اسے میری حرکت کہے جا رہی ہو۔ یہ کسی طرح بھی درست نہیں۔!"

"پھر کس کی حرکت کہوں۔!" اس نے کہا اور آگے بڑھ کر بڑی بے تکلفی سے جیپ پر چڑھ آئی۔

"آخر تم چاہتی کیا ہو....؟"

"حقیقت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔!" اس نے اُس کے برابر ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیسی حقیقت۔!"

"وہ عورت کون ہے جو شیمرا ن کی بیوہ بن کر نازل ہوئی ہے۔!"

"تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ مسٹر شیمران نے بذات خود ان کیلئے کمرہ مخصوص کرایا تھا۔!"

"میں تسلیم نہیں کر سکتی۔!"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔!"

"تمہارے فراڈ کی پول کھلے گی۔!"

"میرے پاس مسٹر شیمران کی تحریر موجود ہے اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ تنہا گرینڈ ہوٹل نہیں پہنچی تھی۔ اُس کے ساتھ یہاں کا ایک بہت معزز آدمی سردار امان بھی تھا۔!"

"اچھا.... وہ بوڑھا لفنگا جو ہر عورت سے نظر ملتے ہی آنکھ مارتا ہے۔!"

"شائد تم اس وقت بھی نشے میں ہو۔ اس سے زیادہ شائستہ آدمی پورے سردار گڈھ میں نہ نکلے گا۔!"

"بہت خوب.... گویا شائستہ آدمی عورتوں کو آنکھ نہیں مارتے۔!"

"تم میرا وقت برباد کر رہی ہو۔!"

"میں تو تمہاری زندگی تلخ کر دوں گی۔!"

"سوال یہ ہے کہ تم آخر ہو کون اور تمہیں ان معاملات سے کیا سروکار۔!"

"میں روزا شیمران ہوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"یعنی اُس کی بیوی ہوں۔!"

"اوہ.... تو یہ بات ہے۔!"

"اور غلط بھی نہیں ہے۔ ثبوت کے لئے میرے پاس کاغذات موجود ہیں۔!"

"تو پھر تمہیں پولیس سے مدد حاصل کرنی چاہئے۔ میری گاڑی کے آگے آکر مرنے کی کوشش کیوں کرڈالی تھی۔!"

"اگر میں نے پولیس سے مدد حاصل کی تو تم جیل چلے جاؤ گے۔!"

"بھلا مجھ سے اتنی ہمدردی کیوں ہے....؟"

"میری شرافت کا تقاضا.... میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تمہیں اس سلسلے میں بے وقوف بنایا گیا ہے۔!"

"کس نے بنایا ہے بے وقوف....!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!"

"جانتا ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتا۔!"

"میرا کاٹیج یہاں سے دور نہیں ہے۔ میرے ساتھ چلو مع ثبوت سب کچھ تمہارے علم میں لاؤں گی۔!"

"کس کاٹیج کی بات کر رہی ہو۔!"

"گرین کاٹیج کی....!"

"اوہ... میرے خدا... تو تم روزا پالگریو ہو.... میں نے تمہارے بارے میں سنا ہے۔ تم بہت اچھی آرٹسٹ ہو۔!"

"ٹھیک سنا ہے تم نے.... پہلے پالگریو تھی اور اب شیمراں ہوں۔!"

"کب ہوئی تھی شادی....؟"

"تین ماہ پہلے کی بات ہے۔!"

"لیکن یہاں شائد کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔!"

"گاڑی اسٹارٹ کرو اور چلو میرے ساتھ میں تمہیں مطمئن کردوں گی۔!"

"اب تو چلنا ہی پڑے گا۔!" منیجر مسکرا کر بولا۔ "تمہاری تین پینٹنگز ہوٹل میں بھی لگی ہوئی ہیں لیکن مجھے تمہارا ایجنٹ پسند نہیں ہے۔ بہت بکواس کرتا ہے۔!"

"وہ میرا ایجنٹ نہیں بلکہ دوست ہے۔ میری جو پینٹنگز فروخت ہوئی ہیں ان کی آمدنی اُسی کے لئے وقف کردی گئی تھی۔ میں اس طرح اپنی تصاویر نہیں بیچتی۔ اس کی مدد کرنا مقصود تھا۔!"

منیجر کچھ نہ بولا۔ اس نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی بائیں جانب موڑی تھی۔ گرین کاٹیج کا راستہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تین چار منٹ بعد گاڑی گرین کاٹیج کے سامنے جار کی۔

"میں تمہیں اپنی شادی کے کاغذات دکھاؤں گی۔!" روزا نے جیپ سے اُترتے ہوئے کہا۔

منیجر بھی اُتر گیا اور اُس کے ساتھ برآمدے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"آخر تم اُس شادی پر رضامند کیسے ہوگئی تھیں۔ وہ خاصا معمر آدمی ہے اور تم بے حد جوان ہو۔!"

"تمہیں اس سے کیا....؟" وہ بگڑ کر بولی۔

"معافی چاہتا ہوں.... میرا خیال ہے کہ اُس کی تدفین شام تک ہو جائے گی۔!"

"لیکن میں شرکت نہ کر سکوں گی۔!"

"کیوں....؟"

"وہ فرانس سے آئی ہے۔ اس کے پاس ایسے کاغذات ہوں گے جو میرے کاغذات کی تاریخوں سے پہلے کی تاریخوں والے ہوں گے۔ پھر کیا ہوگی میری حیثیت۔ میری شادی قانوناً ناجائز قرار دی جائے گی۔ نہیں میں اس حد تک اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتی۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ تم نے اس شادی کو چھپائے کیوں رکھا تھا۔ اس کے ساتھ کبھی تقریب میں بھی نہیں دکھائی دیں۔!"

"سنو.... یہ شادی مجبوراً ہوئی تھی۔ ایک شام کو ہم دونوں ساتھ تھے۔ میں نے بہت زیادہ پی لی تھی۔ سچ مچ نشہ ہو گیا تھا۔ اُس نے میری اس کیفیت سے فائدہ اٹھایا۔ بعد میں ہوش آنے پر میں نے اُس کا گریبان پکڑ لیا اُسے کورٹ میں جا کر شادی کرنی پڑی۔ ہمارے درمیان محبت نام کی کوئی چیز کبھی نہیں رہی تھی۔!"

وہ سٹنگ روم میں داخل ہوئے۔ جہاں ایک آدمی پہلے ہی سے موجود تھا۔ انہیں دیکھ کر اٹھ گیا۔ خاصا توانا اور خوش شکل آدمی تھا۔ لیکن چہرے پر چھائی ہوئی حماقت پہلی ہی نظر میں محسوس کی جاسکتی تھی۔

روزا اُسے حیرت سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو۔!"

"مم.... میں عمران ہو اور یہاں انتظار کر رہا ہوں۔!"

"کیوں....؟"

"پپ....پپ....پپ....پپ....!" وہ صرف ہکلاتا رہا۔

"پپ....پپ....کیا ہے۔!"

"پورٹریٹ....!" وہ جھٹکے کے ساتھ بولا۔

"کیسی پورٹریٹ....؟"

"اپنی پورٹریٹ بنوانا چاہتا ہوں۔!"

"میں پروفیشنل نہیں ہوں۔ تمہیں یہاں کس نے بھیج دیا۔!"

"بھیج کر مر بھی گئے۔!" وہ احمقانہ انداز میں بولا۔

"کیا بک رہے ہو۔!"

"ایک ہفتہ پہلے موسیو شیمراں نے مشورہ دیا تھا کہ تم سے پورٹریٹ بنوالوں۔!"

"تم جاسکتے ہو۔!"

"میں برباد ہو جاؤں گا اگر تم نے میری پورٹریٹ نہ بنائی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تیس تیس ہزار کی شرط ہو گئی تھی۔!"

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو....؟"

"وہاں اُس وقت ایک آدمی اور بھی موجود تھا جب موسیو شیمراں نے مجھ سے پورٹریٹ کے لئے کہا تھا۔ وہ بولا کہ تم میری پورٹریٹ نہیں بناؤ گی۔ میں نے کہا ضرور بناؤ گی۔ بس بات بڑھی اور شرط ہو گئی۔!"

"کیا تم اتنے ذی حیثیت ہو کہ شرط ہار جانے پر تیس ہزار کی ادائیگی کر سکو۔!"

"گاڑی بیچ دینی پڑے گی اور باپ سے کہنا پڑے گا کہ چوری ہو گئی۔!"

"تو پھر جاؤ....اپنی گاڑی بیچ دو....!"

"بہت اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر کو جنبش دے کر کہا اور نکاسی کے دروازے کی طرف بڑھا۔

روزا نے عجیب انداز میں منیجر کی طرف دیکھا تھا اور پھر ہاتھ اٹھا کر بولی تھی۔ "ٹھہرو۔!"

..رواز ے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس طرح رک گیا جیسے گاڑی نے پورے بریک

لگا دیئے ہوں لیکن مڑا نہیں۔ جیسے رکا تھا ویسے ہی کھڑا رہا۔

وہ منیجر کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔ "واپس آ کر بیٹھ جاؤ۔!"

عمران بالکل مشینی انداز میں مڑا اور نپے تلے قدم رکھتا ہوا صوفے کے پاس پہنچ گیا اور پھر بیٹھا بھی اُسی طرح تھا۔

"کیا مشغلہ ہے تمہارا....!"

"کک.... کچھ بھی نہیں....!"

"باپ کیا کرتے ہیں۔!"

"ایکسپورٹ کا بزنس ہے۔!"

"سردار گڈھ ہی میں رہتے ہو۔!"

"نہیں گرمیاں گزارنے آیا ہوں۔ دارالحکومت میں قیام ہے۔!"

"پورٹریٹ کی کتنی قیمت ادا کر سکو گے....؟"

"پورے تیس ہزار.... وہی جو میں شرط میں جیتوں گا۔!"

وہ ہنس پڑی اور بولی "ضروری تو نہیں ہے کہ وہ شرط ہارنے پر اتنی رقم تمہارے حوالے کر دے۔!"

"نہ کرے تو یہ بڑی زیادتی ہوگی کیونکہ میں تو اپنی گاڑی بیچ دینے پر تیار تھا۔!"

"جاؤ یار....!" منیجر ہاتھ ہلا کر بولا۔ "کیوں اپنا اور دوسروں کا وقت برباد کر رہے ہو۔!"

"تمہارے کہنے سے تو نہیں جاؤں گا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا جاؤ پھر کسی وقت آنا....!" روزا ہنس کر بولی۔

عمران ایک بار پھر سعادت مندی کا اظہار کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تھا کہ وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "ٹھہرو۔!"

وہ رک گیا اور روزا نے کہا۔ "تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ شرط کس سے ہوئی تھی۔ تیس ہزار کی شرط کوئی مالدار ہی لگا سکتا ہے۔!"

"خان داور سے شرط ہوئی تھی۔!"

"واقعی....!" روزا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہاں اور وہ ضرور ہاری ہوئی رقم میرے حوالے کر دے گا۔!"

"اُن لوگوں کے حلقے میں تمہاری پہنچ کیسے ہوئی۔!" منیجر نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"ارے تو کیا میں کوئی گرا پڑا آدمی ہوں۔ میرے ڈیڈی کے سوٹ پیرس سے ڈرائی کلین ہو کر آتے ہیں اور ٹوائیلٹ پیپر سوئیڈن سے براہِ راست امپورٹ ہوتا ہے ہمارے یہاں۔!"

"ابھی تصدیق ہوئی جاتی ہے۔ میں خان داور سے پوچھے لیتا ہوں۔!" منیجر نے کہا اور اٹھ کر ٹیلی فون والی میز کے قریب آیا۔ عمران روزا کی طرف دیکھ کر اس طرح مسکرانے لگا جیسے منیجر کو اول درجے کا بیوقوف سمجھتا ہو۔ وہ بھی اُسے آنکھ مار کر مسکرائی تھی لیکن عمران کا حلیہ اچانک ایسا ہو گیا جیسے قیامت ٹوٹی ہو۔ روزا نے اسے محسوس کر لیا۔ بالکل کسی بھولی بھالی لڑکی کے سے انداز میں شرمایا تھا۔

اُدھر منیجر کسی سے فون پر گفتگو کرنے لگا تھا۔ جلد ہی ریسیور کریڈل پر رکھ کر واپس آ گیا اور عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ خان داور سے شرط ہوئی تھی اور وہ کہہ رہا تھا کہ میں اپنی بات پر قائم ہوں۔!"

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ.... کل کسی وقت آنا میں یہیں ملوں گی۔!" روزا نے عمران سے کہا۔

"شکریہ...!" عمران نے کہا اور اسطرح اٹھ کر بھاگا جیسے خدشہ ہو کہ اچانک پھر روک لیا جائیگا۔

دونوں نے بے ساختہ قہقہے لگائے تھے۔

"پتا نہیں کس قسم کا آدمی ہے۔!" روزا نے کہا۔ "خان داور سے کیا بات ہوئی تھی....؟"

"اس نے کہا تھا کہ شیمر ان کے کسی دوست کا لڑکا ہے۔ ذی حیثیت لوگ ہیں۔!"

"ایک پورٹریٹ کے تیس ہزار کچھ بُرے تو نہیں ہیں۔!" وہ منیجر کو آنکھ مار کر مسکرائی۔

جواباً وہ بھی مسکرایا تھا لیکن آنکھ مارنے کی جسارت نہ کر سکا۔ ویسے اُسے اُس کا یہ انداز بہت دلآویز لگا تھا۔

"تم مجھے یہاں جس لئے لائی تھیں وہ بات ابھی تک آگے نہیں بڑھ سکی۔!"

"میں تمہیں یہاں اس لئے لائی تھی کہ تمہیں اپنا ہمدرد بناؤں....؟"

"لیکن اس سے کیا ہوگا۔ شیمر ان کے حلقہ احباب میں سبھی جانتے ہیں کہ اُس کی بیوی پیرس میں موجود ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً اس کا تذکرہ کرتا رہتا تھا۔"

"ٹھہرو....!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں اپنے کاغذات لاتی ہوں۔!"

وہ سٹنگ روم سے چلی گئی اور منیجر بیٹھا سوچتا رہا کہ آخر وہ اس کے لئے کیا کر سکے گا۔ اگر شیمر ان سے اُس کے قریبی تعلقات تھے تو اُسے اس کا علم رہا ہوگا۔ پھر اُس نے شادی کرنے پر کیوں مجبور کیا تھا۔ اُس کے اپنے مذہب کے مطابق یہ شادی سرے سے قانونی ہی نہیں تھی۔ وہ

الجھتا رہا.... اور تھوڑی دیر بعد روزا واپس آگئی اور اُسے شادی کا سرٹیفکیٹ دکھاتی ہوئی بولی۔

"صرف تم میری مدد کر سکتے ہو۔!"

"میں کس طرح مدد کر سکتا ہوں۔!"

"وہ تحریر میرے حوالے کر دو جس کی بناء پر مسز شیمر ان کے لئے کمرہ مخصوص کیا تھا۔!"

"تحریر.... ہاں یقیناً اس سلسلے میں اُس کی تحریر ہی مجھ تک پہنچی تھی۔ وہ خود نہیں آسکا تھا۔ لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے اُسے ضائع کر دیا تھا یا اب بھی میز کی کسی دراز میں پڑی ہوگی۔!"

"وہ بے حد ضروری ہے۔!"

"لیکن کیا واقعی تمہیں علم نہیں تھا کہ وہ شادی شدہ تھا۔!"

"کیسے علم ہوتا جبکہ وہ ہرگز شادی شدہ نہیں تھا۔!"

"اُسکے حلقے کے بہتیرے لوگ شہادت دیں گے کہ وہ اُن سے لیسی ماتیف کی باتیں کرتا رہتا تھا۔!"

"میں جانتی ہوں۔!"

"پھر تم کس طرح اپنا حق جتا سکو گی۔ قانون کی گرفت میں آجاؤ گی۔ کہ دیدہ دانستہ پہلی بیوی کی موجودگی میں تم نے اُس سے شادی کی۔!"

"لیسی ماتیف کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اُس پر لیسی ماتیف کے دورے پڑتے تھے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"جب میں نے اُس کا گریبان پکڑ کر اُسے سوسائٹی میں ذلیل کر دینے کی دھمکی دی تھی تو اس نے کہا تھا کہ وہ اپنی اُس غلطی کا ازالہ مجھ سے شادی کر کے کر سکتا ہے۔ میں نے لیسی ماتیف کا حوالہ دیا تو اُس نے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کر دیا تھا۔ دراصل اس نام کی ایک لڑکی کبھی تھی جسے وہ چاہتا تھا۔ ایک حادثہ میں اُس کی موت واقع ہوگئی۔ شیمر ان اسے اتنا ہی چاہتا تھا کہ اُس کے لئے اُس کی اچانک موت اس نفسیاتی مرض کا سبب بن گئی۔!"

"خدا کی پناہ....!" منیجر طویل سانس لے کر بولا۔ "تب تو تمہیں شادی کے بعد ہی اُس کی کوٹھی میں منتقل ہو جانا چاہئے تھا۔!"

"اُس نے میری خوشامد کی تھی کہ میں تین چار ماہ انتظار کروں اس دوران میں وہ آہستہ آہستہ لیسی ماتیف سے بیزاری کا اظہار کرتا رہے گا اور پھر کسی دن اچانک اعلان کر دے گا کہ اس نے لیسی ماتیف کو طلاق نامہ بھجوا دیا ہے۔ اس طرح اس کی پوزیشن بھی صاف ہو جائے گی اور مجھ سے

شادی کے اعلان کے بعد دونوں ساتھ رہنا شروع کردیں گے۔!"

"بڑی عجیب کہانی ہے۔!" منیجر متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ "لیکن اس نے اپنی اس اسکیم پر عمل نہیں کیا تھا۔ یعنی تین ماہ گزر جانے کے باوجود بھی لیسی ماتیف کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور طلاق نامہ اُسے بھجوانے کی بجائے خود اُسے بلوالیا۔!"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا....!"

"وہ اُس کی املاک پر قابض ہو جائے گی۔!"

"اگر تم شیمراں کی تحریر میرے حوالے کر دو تو بات بن سکتی ہے۔!"

"اگر اُس کے وکیل کے پاس سے بھی کچھ ایسے کاغذات برآمد ہو گئے تو کیا ہو گا۔!"

"کیسے کاغذات....!"

"مثال کے طور پر کوئی وصیت نامہ جس میں لیسی ماتیف کا ذکر ہو۔!"

"تب پھر کچھ نہیں ہو سکے گا۔!" وہ مایوسی سے بولی۔

"آج اُس کی تدفین کے بعد ہی شائد وکیل لیسی ماتیف سے ملاقات کرے۔!"

"میں کیا کروں....؟" وہ ہاتھ ملتی ہوئی بولی۔

"خاموشی اختیار کرو.... بدنامی سے بچی رہو گی اور کوئی بہتر آدمی تمہاری پسند بن سکے گا۔!"

"میں بالآخر بے وقوف بن گئی۔!"

"ایسے اُتار چڑھاؤ زندگی میں آتے ہی رہتے ہیں۔ آدمی کو ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔!"

"مشورے کا شکریہ۔!" وہ تلخ لہجے میں بولی۔ "اتنی عقل میں بھی رکھتی ہوں خواہ مخواہ تمہیں تکلیف دی۔ جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔!"

"اب ایسی بھی کیا بے مروتی۔ کم از کم کافی ہی پلوادو....!"

"اُوہ.... ہاں.... میں کافی کے لئے کہہ آئی تھی۔ بیٹھو.... آرہی ہو گی۔!"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر منیجر نے آہستہ سے کہا۔ "تم مجھ سے خواہ مخواہ ناراض ہو گئیں۔ میں اس کے حامیوں میں سے تو نہیں ہوں۔!"

"مجھے افسوس ہے میرا رویہ نامناسب تھا۔!"

"کوئی بات نہیں.... تم پریشان ہو.... میں شیمراں کی تحریر تلاش کر کے تم تک پہنچا دوں گا۔ بے فکر رہو۔!"

وہ کچھ نہ بولی۔ ایک بوڑھا ملازم کافی لایا تھا۔ کافی نوشی کے دوران میں بھی خاموشی ہی رہی۔ منیجر اتنی دیر میں اس سے خاصا متاثر ہوا تھا اور اسے توقع تھی کہ آئندہ بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں گی۔ ابھی تو وہ شیمر اس کی تحریر ہی اُس تک پہنچائے گا۔ روزا بڑی دل کش تھی۔ خصوصیت سے مغموم ہو جانے کے بعد تو اس کی شخصیت ہی بدل کر رہ جاتی تھی۔ حسن میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ آرٹسٹ نہیں بلکہ خود ہی اعلیٰ ترین آرٹ کا ایک نادر نمونہ معلوم ہونے لگتی تھی۔ کافی نوشی کے بعد منیجر جلد ہی ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔ پھر اٹھی اور فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔

دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی۔ ”خان داور سے کہو کہ روزا ہے۔!“

کچھ دیر انتظار کرتی رہی۔

”ہیلو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”خان داور.... وہ احمق کون تھا....؟“

”میں نہیں جانتا.... پچھلے ماہ سے شیمر اس کے ساتھ دیکھا جاتا رہا ہے۔ مصاحبت کیلئے دلچسپ آدمی ہے۔ اگر کسی کھاتے پیتے گھرانے کا نہ ہوتا تو میں کوشش کرتا کہ میرا مصاحب بن جائے۔!“

”تم لوگ فضولیات میں بہت وقت ضائع کرتے ہو۔!“

دوسری طرف سے ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا اور وہ جھنجھلا کر بولی۔ ”میں اسکی پورٹریٹ ضرور بناؤنگی۔!“

”اوہ نہیں....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”مجھے بھی احمقوں سے دلچسپی ہے اور پھر اُس نے وعدہ کیا ہے کہ شرط میں جیتی ہوئی پوری رقم میری خدمت میں پیش کر دے گا۔!“

”تب تو کوئی بات نہیں.... ضرور بناؤ....!“

”تدفین کس وقت ہو گی....؟“

”غالباً سہ پہر کو....!“

”وکیل اس سے کس وقت ملے گا۔!“

”شام کی چائے پر... مجھ سمیت شہر کے کئی معززین بھی اُس وقت وہاں موجود ہوں گے۔!“

”اس کا یہ مطلب ہوا کہ کوئی وصیت نامہ موجود ہے۔!“

”ٹھیک چھ بجے وہ تمہارے ہاتھوں میں ہو گا۔!“

"گڈ.... تو تم نے تیزی دکھائی ہے....؟"

"تم مجھے کیا سمجھتی ہو۔!"

"میں منتظر رہوں گی۔!" اس نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

تدفین کے بعد جب حاضرین فرداً فرداً جولیا سے اظہار ہمدردی کرنے لگے تو اچانک اُس کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اس نے دیکھا کہ عمران اس کے سامنے کھڑا ہکلا رہا ہے۔ اظہار ہمدردی ہی کر رہا ہو گا لیکن جولیا کے پلے کچھ بھی نہ پڑ سکا۔ پھر وہ آگے بڑھ کر دوسرے صوفے پر جا بیٹھا اور جولیا دوسرے ہمدرد کی طرف متوجہ ہو گئی۔

شیمراں کی سیکریٹری میریا شاید کچھ مخصوص لوگوں کو روک رہی تھی اور وہ دوسری جانب والے صوفوں پر بیٹھتے جا رہے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جو اظہار ہمدردی کر کے چلے گئے تھے۔ عمران بھی دروازے ہی کی جانب بڑھا تھا کہ میریا اُس کے قریب پہنچ کر بولی۔ "جناب آپ کو بھی تکلیف دی جائے گی۔ ذرا دیر تشریف رکھئے.... وصیت نامہ سن کر تشریف لے جایئے گا۔!"

"مم.... میں.... یعنی کہ میں....!"

"جی ہاں آپ.... مسٹر شیمراں آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔!"

"ششکریہ.... اُن کا....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے صوفوں کی طرف پلٹ پڑا۔

"خوب تو تم بھی روکے گئے ہو۔!" اُسی صوفے پر بیٹھے ہوئے ایک قد آور اور وجیہہ آدمی نے کہا جس پر عمران بہ حالت بدحواسی ڈھیر ہو گیا تھا۔

"اُف فوہ.... خان داور.... آپ بھی ہیں۔!" وہ سنبھلنے کی کوشش کے اظہار میں ہکلایا۔

"قاعدے سے بیٹھو.... ہم یہاں تعزیت کے لئے آئے ہیں۔!"

"جی ہاں.... جی ہاں....!" عمران ایک دم سیدھا ہو بیٹھا اور کسی بُت کی طرح جامد و ساکت ہو گیا۔ حتیٰ کہ پلکیں بھی نہیں جھپک رہی تھیں اور جولیا اپنی جگہ خاموش بیٹھی بار بار اُسے کنکھیوں سے دیکھے جا رہی تھی۔

"تم نے مسز شیمراں کو دیکھا....!"

"جی ہاں....!"

"کیا خیال ہے....؟"

"اب اردو میں کیا خیال ظاہر کروں.... فرانسیسی مجھے آتی نہیں۔!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"مسٹر شیمراں اس کے مقابلے میں بہت بوڑھے تھے۔!"

"یعنی یہ مسز شیمراں نہیں ہو سکتی۔!"

"نہ ہو سکتی تو پھر کیسے ہوئی۔!"

"میرا خیال ہے کہ کہیں کوئی غلطی ضرور ہوئی ہے۔!" خان داور نے کہا۔

"کس قسم کی غلطی خان داور....!"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا....!"

"کیا اس کی ناک صحیح پوزیشن میں نہیں ہے....؟"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔!"

"اچھا! کیا مطلب ہے....!"

"کہیں یہ کوئی غلط عورت تو نہیں ہے۔!"

"آج تک کوئی غلط عورت میری نظر سے نہیں گزری۔ مرد ہی غلط سلط ہوتا ہے۔!"

"اچھا بس خاموش رہو....!" خان داور اُس کی ناسمجھی پر جھنجھلا گیا۔

ٹھیک اُسی وقت وکیل کی آواز سنائی دی۔ "خواتین و حضرات آپ کو علم ہوگا کہ موسیو شیمراں یہاں دس سال سے مقیم تھے اور ایک طرح سے یہاں کے شہری ہی تھے اُن کے فلاحی کاموں سے متاثر ہو کر حکومت نے یہاں کی شہریت عطا کر دی تھی۔ مادام شیمراں یہاں آنے پر آمادہ نہیں تھیں لیکن انتقال سے ایک ہفتہ قبل انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ مادام شیمراں آرہی ہیں وہ بہت بے چین تھے۔ چاہتے تھے کہ ان کے مرنے سے قبل ہی مادام یہاں پہنچ جائیں۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ وہ کینسر کے مریض تھے لیکن انہوں نے کسی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اُن کے معالج نے انہیں آگاہ کر دیا ہے کہ وہ بہت تھوڑے دنوں کے مہمان ہیں۔ وہ خود بھی موت کی آہٹ محسوس کر رہے تھے۔ لہٰذا انہوں نے اپنا وصیت نامہ مرتب کر کے میرے حوالے کر دیا تھا۔!"

اس نے خاموش ہو کر حاضرین کو ایک بڑا سا لفافہ دکھایا جس پر لاکھ کی مہریں لگی ہوئی تھیں۔

"اُن کی ہدایت کے مطابق....!" اس نے طویل سانس لے کر دوبارہ کہنا شروع کیا۔ "مجھے یہ

لفافہ آپ سب اور مادام شیمر اں کی موجودگی میں کھولنا ہوگا اور وصیت کی وضاحت کرنی ہوگی۔!"

اُس نے پھر خاموش ہو کر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔"اجازت ہے....؟"

جولیا نے جو اپنی آنکھیں بار بار رومال سے خشک کئے جا رہی تھی سر ہلا کر اجازت دی۔ وکیل لفافے کی سیل توڑنے لگا۔!

اور پھر سب نے دیکھا کہ یکایک اُس کے چہرے پر حیرت زدگی کے آثار پائے جانے لگے ہیں اور پھر وہ کسی بُت کی طرح بے حس و حرکت ہو گیا۔

کئی سکنڈ کے بعد خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔"لیکن یہ تو چار عدد سادہ اوراق ہیں۔!"

لوگوں نے بھانت بھانت کی بولیاں بولنی شروع کر دیں۔ جولیا خاموش بیٹھی رہی لیکن اس نے بھی اپنے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کر لئے تھے۔

"میں سمجھ گیا۔!" عمران سر ہلا کر آہستہ سے بولا۔

"کیا سمجھ گئے۔!" خان داور چونک پڑا۔

"چار عدد سادہ کاغذ.... ذرا سوچئے تو.... یہ چار کا عدد خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ مسٹری واقع ہو گئی ہے۔!"

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو۔!"

"بہت پتے کی بات کہہ رہا ہوں۔!" عمران احمقانہ انداز میں آنکھیں چمکاتا ہوا بولا۔"سو فیصد مسٹری واقع ہوئی ہے۔ شیمر اں پوشیدہ طور پر مسلمان ہو گیا ہوگا اور مزید تین شادیاں کرلی ہوں گی۔ چار عدد سادہ ورق اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چار ورق.... واہ.... اُس نے صاف اشارہ کیا ہے کہ چاروں کو اکٹھا کیا جائے وہ خود ہی آپس میں وصیت نامہ مرتب کرلیں گی۔!"

خان داور اُسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ اُس کے خاموش ہوتے ہی بولا۔"کہیں تمہیں چڑیا گھر والے نہ پکڑ لے جائیں۔!"

"میں کسی قسم کا بھی خان نہیں ہوں۔ ہمارے یہاں سرسوں کے تیل کی آڑھت بھی ہوتی ہے۔!"

دفعتاً جولیا کی آواز کمرے میں گونجی۔"بیرسٹر کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ لفافہ بدل دیا گیا ہو۔!"

"ناممکن...مادام...یہ وہی لفافہ ہے جو موسیو شیمر اں نے بذاتِ خود میرے حوالے کیا تھا۔ میرے سامنے ہی انہوں نے اس پر لاکھ کی سیل لگائی تھی اور اُسے اپنی انگشتری سے مہر کیا تھا۔!"

"اگر یہ بات ہے تو پھر اُس وقت موسیو شیمر اں کی ذہنی حالت مشکوک رہی ہو گی۔!" خان داور بولا۔

سردار امان نے کہا۔"اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی وصیت نامہ موجود نہیں ہے۔نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیسی ماتیف کے علاوہ اس کا ترکہ کسی اور کو نہیں پہنچتا۔!"

"ہمیں نتائج اخذ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔!" خان داور بولا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو.... ؟' سردار امان نے اس سے براہِ راست سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں.. میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ کسی دوسرے کو ان معاملات سے کیا سروکار۔!"

"ٹھیک ہے.... ؟" سردار امان نے کہا اور جولیا کی طرف مڑ کر بولا۔"تمہیں اس سلسلے میں فکر مند نہیں ہونا چاہئے۔ شیمر اں کا سب کچھ تمہارا ہی ہے۔دل چاہے یہیں رہو دل چاہے سب کچھ فروخت کر دو۔ میں سرکاری طور پر تمہارا سرمایہ فرانس منتقل کرا دینے کی کوشش کروں گا۔!"

جولیا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور خاموش بیٹھی رہی۔ دفعتاً عمران نے بالکل اسی طرح ہاتھ اٹھا دیا جیسے کسی کلاس روم میں بیٹھا ہوا ہو۔

"جی.... فرمائیے.... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔!" سردار امان نے منہ ٹیڑھا کر کے پوچھا۔

"مم.... میں.... یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کیا ایک ہی ورق سے کام نہیں چل سکتا تھا چار کیوں رکھے گئے تھے لفافے میں۔!"

"کیا بات ہوئی۔!"

"بہت بڑی بات ہوئی۔ اسے رواروی میں نہ ٹالئے یہ مسٹری ہے۔!"

"بیٹھ جاؤ.... کیوں فضول باتیں کر رہے ہو۔!" خان داور آہستہ سے بولا۔

"تو یہ مسٹری ہے۔!" سردار امان نے پوچھا۔

"جی ہاں....!"

اس پر کچھ لوگ بے ساختہ مسکرا پڑے اور سردار امان نے کہا۔"غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان سادہ کاغذات پر کوئی خفیہ تحریر موجود ہے جسے کسی طریقے سے ابھارا جا سکتا ہے۔!"

"جی نہیں.... یہ طریقہ بہت پُرانا ہوا۔ آج کل بچوں کا کھیل ہے۔!"

"پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں.... ؟"

"خان داور آپ بتا دیجئے۔!" عمران اُس کی طرف مڑ کر بولا۔"مجھ میں تقریر کرنے کی

صلاحیت نہیں ہے۔!"

سب لوگ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے اور وہ اس اچانک حملے پر بھونچکارہ گیا۔

"ہاں.... ہاں بتا دیجئے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ابھی میں نے جو کچھ کہا تھا۔!"

"آپ خود ہی کیوں نہیں بتا دیتے۔!" خان داور نے جھلا کر کہا۔

"مم.... مجھے شرم آتی ہے۔!" عمران نے شرما کر کہا اور بیٹھ گیا۔

سردار امان اُسے قہر آلود نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

"بتا دیجئے.... آپ ہی بتا دیجئے۔!" کئی آوازیں آئیں اور خان داور کو غصہ آ گیا۔

"یہ ایک نیم دیوانہ اور احمق قسم کا آدمی ہے۔!" خان داور نے کہا۔

"خان داور آپ میری توہین کر رہے ہیں۔!" عمران نے نتھنے پھلائے اور اٹھ گیا۔ پھر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "باہر نکلئے.... دیکھ لوں گا.... آپ کو....!"

لوگ اُس کے چیلنج کرنے کے انداز پر متحیر رہ گئے۔ کیونکہ خان داور تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ سردار گڈھ میں کون تھا جو اُس سے آنکھیں ملا کر گفتگو کر سکتا۔

"وہ دراصل....!" خان داور کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "کیا کہوں.... بس ایک منہ لگا مصاحب سمجھ لیجئے۔!"

"لیکن خان داور وہ کہنا کیا چاہتا تھا۔!" سردار امان نے پوچھا۔

"ایک مجہول سا آدمی کہہ بھی کیا سکتا ہے۔ ویسے کچھ کہہ ضرور رہا تھا۔ لیکن یہ ایسا موقع نہیں تھا کہ میں اُس کی طرف توجہ دیتا۔!"

دوسری طرف کوئی وکیل سے سوال کر بیٹھا۔ "کیا خیال ہے آپ کا..... کسی نے آپ کی تحویل سے اصل لفافہ اڑا کر دوسرا تو نہیں رکھ دیا۔!"

"ناممکن جناب....!" وکیل نے جواب دیا۔ "میرے آفس کی سیف میرے علاوہ اور کوئی نہیں کھول سکتا۔!"

"بسا اوقات ہم خوش فہمیوں میں بھی مبتلا رہتے ہیں۔!" کسی اور نے وکیل پر یلغار کی۔

اُدھر جولیا سوچ رہی تھی کہ کہیں خود اُس کی خاموشی غیر فطری تو نہیں اُسے کچھ نہ کچھ ضرور بولنا چاہئے۔

"میں اپنے ہمدرد حضرات سے استدعا کروں گی کہ اس بات کو آگے نہ بڑھائیں۔ وصیت

نامے کے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں بہر حال شیمر ال کی وارث ہوں۔!"

"لیکن یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا دوست شیمر ال چاہتا کیا تھا....؟" سردار امان نے کہا۔

"سردار صاحب میں مادام شیمر ال کا ہم خیال ہوں۔ اُنہیں خواہ مخواہ کسی الجھن میں نہ ڈالا جائے جب وہ کہتی ہیں کہ وہ تنہا وارث ہیں تو ہمیں تسلیم کر لینا چاہئے۔!" خان داور نے کہا۔

"بات کورٹ کے تسلیم کرنے کی ہے۔!" کسی نے کہا۔

"یہ بھی ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔!" خاں داور بولا۔

"اس میں کوئی نہ کوئی اشارہ ضرور پوشیدہ ہے۔!" سردار امان نے کہا لیکن پھر کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔

وہ باہر نکلے سردار امان خان داور کے ساتھ تھا۔ اُس نے پوچھا۔

"آخر وہ ہے کون....؟"

"کسی تاجر کا بے مغز لونڈا ہے دار الحکومت سے آیا ہے۔!"

"آخر وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔!"

خان داور نے عمران کا چٹکلہ سردار امان کو سنادیا۔ پہلے تو وہ ہنسا تھا پھر یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ شیمر ال ایک بے حد پُر اسرار آدمی تھا۔!"

"میری دانست میں صرف سنکی تھا۔!" خان داور نے لاپرواہی سے کہا اور سردار امان سے مصافحہ کر کے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ گاڑی پر بیٹھتے ہی اُس کے چہرے پر اچانک ایسی بشاشت نظر آنے لگی جیسے اُس قبرستانی ماحول سے نجات ملنے پر اُس کی روح تک قہقہے لگا رہی ہو۔

گاڑی پُر پیچ پہاڑی راستوں پر چکراتی رہی۔ ڈرائیونگ کے انداز سے صاف ظاہر ہو تا تھا جیسے اُسے کہیں پہنچنے کی جلدی ہو۔

بالآخر گاڑی ایک چوبی کیبن کے قریب رکی تھی خان داور نے ایک مخصوص انداز میں کئی بار ہارن بجایا تھا کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ صورت ہی سے خطرناک اور شاطر معلوم ہو تا تھا۔

"کیا رہی....؟" خان داور نے اس سے پوچھا۔

"فتح.... کیا آپ آخری رسومات سے فارغ ہو کر نہیں آئے خان۔!" اُس آدمی نے کہا۔

"ہاں میں نے دیکھا تھا۔ اُس لفافے میں سے سادہ کاغذ کے چار ورق بر آمد ہوئے تھے۔!"

"بس تو پھر سمجھ لیجئے۔!"

"لاؤ کہاں ہے....؟" خان داور نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"ایک ہاتھ سے لفافہ اور دوسرے ہاتھ سے معاوضہ....!" اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں پوری رقم لایا ہوں۔!" خان داور نے کوٹ کی اوپری جیب کو تھپکی دے کر کہا۔

"نکالئے.... میں لفافہ لارہا ہوں۔!" کہہ کر وہ اندر چلا گیا۔

خان داور گاڑی سے اُتر آیا۔ اسکے چہرے پر اضطراب کی لہریں تھیں اور آنکھوں سے بے یقینی جھلک رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُسے اس شخص پر اعتماد نہ ہو۔

وہ آدمی کیبن سے برآمد ہوا اُس کے ہاتھ میں ویسا ہی ایک لفافہ تھا۔ جیسا تھوڑی دیر قبل شیمر ان کے وکیل کی تحویل میں دیکھ چکا تھا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"نہیں خان....!" اجنبی سر ہلا کر بولا۔ "پہلے معاوضہ....!"

"مجھے اپنا اطمینان بھی تو کر لینے دے۔!" خان داور جھنجھلا کر بولا۔ "میں صرف سیل دیکھوں گا۔!"

"ٹھیک ہے دیکھ لیجئے۔!" اس نے لفافے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر خان داور کے چہرے کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔!" خان داور جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اُس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔

گڈی اُس کے ہاتھ سے جھپٹ لی گئی اور لفافہ تھما دیا گیا۔ خان داور نے ایک بار پھر لفافے کو غور سے دیکھا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

"آئندہ بھی یاد رکھئے گا۔!" اجنبی ہاتھ ہلا کر بولا۔

خان داور نے سر کو جنبش دی اور گاڑی میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کرنے لگا۔ اجنبی اب بھی کیبن کے دروازے ہی پر کھڑا تھا اور شاید اُس کے فرشتوں کو بھی علم نہ رہا ہو کہ خان داور اب کیا کرنے والا ہے۔ خان داور کا داہنا ہاتھ سیٹ کے نیچے سے برآمد ہوا جس میں سائیلنسر لگا ہوا پستول تھا۔ پھر پستول کی نال اتنی تیزی سے اجنبی کی طرف اٹھی کہ وہ سنبھل بھی نہ سکا۔ ہلکی سی آواز ہوئی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کیبن کی دیوار سے جالگا۔ اُس کا داہنا ہاتھ دل کے مقام پر تھا اور آنکھیں حلقوں سے اُبلی پڑ رہی تھیں۔ نوٹوں کی گڈی گرفت سے نکل کر دور جا پڑی تھی۔ کیبن کی دیوار سے رگڑ کھاتا ہوا بالآخر وہ نیچے گر گیا۔

خان داور نہایت اطمینان سے اتر کر آگے بڑھا اور نوٹوں کی گڈی اٹھائی اور پھر گاڑی میں جا بیٹھا۔ انجن پہلے ہی سے اسٹارٹ تھا۔ گیئر بدلتے ہی گاڑی جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ دور دور

تک کوئی تیسرا فرد نظر نہیں آرہا تھا۔

جولیانافٹنر واٹر نئی الجھن میں پڑگئی تھی۔ لیکن یہ الجھن اُس لفافے سے متعلق نہیں تھی۔ اُس میں سے اگر بندر کا بچہ بھی بر آمد ہو تا تو اُسے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہوتی۔ قصہ دراصل تھا عمران کا۔ اچانک اس طرح نمودار ہوا اور ایک مہمان کو دھمکیاں دیتا ہوا اٹھ گیا۔ اُسے بڑی تشویش ہو گئی تھی کہ کہیں باہر اس نے ہنگامہ نہ برپا کیا ہو۔ آخر وہ آدمی کون تھا جسے وہ دھمکیاں دیتا ہوا چلا گیا تھا۔

رسم تعزیت کی ادائیگی کے اختتام پر اُس نے میریا کو طلب کیا۔

"وہ کون تھا....؟" اُس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کون مادام....!"

"وہ جو عین رسم تعزیت کے دوران میں اٹھ کر چلا گیا تھا۔!"

"ارے وہ مادام....!" وہ مسکرا کر بولی۔ "ایک سیدھا سادہ آدمی ہے کسی قدر بے وقوف بھی ہے۔ موسیو شیمر اں اُسے پسند کرتے تھے۔!"

"لیکن جب وہ اٹھا تو غصے میں معلوم ہو تا تھا۔!"

"جی ہاں مادام.... اُسے شائد خان داور پر غصہ آگیا تھا۔!"

"خان داور کون ہے....؟"

"یہاں کا ایک معزز آدمی لیکن اُس کی شہرت اچھی نہیں ہے۔ بے چارہ بے وقوف ضرور کسی الجھن میں پڑے گا۔ اگر خان داور کو اُس کا رویہ نامناسب لگا ہو گا۔!"

"وہ کیا کرے گا....!"

"بے وقوف آدمی کا قتل بھی ہو سکتا ہے۔!"

"اوہ.... تو کیا خان داور ایسا آدمی ہے۔!"

"سنا ہے کہ اُس پر کئی افراد کے قتل کا الزام ہے۔ لیکن پولیس کو کبھی اُس کے خلاف کوئی واضح ثبوت نہیں مل سکا۔!"

"وہ بے وقوف آخر ہے کون....؟"

"علی عمران نام ہے... دارالحکومت سے آیا ہے۔ کسی بہت مالدار گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"شیمر اں سے کب سے ملاقات تھی۔!"

"یہی کوئی پچھلے تین ماہ سے.... شیمراں اُس کی صحبت میں بہت خوش و خرم رہتے تھے۔!"

جولیا سوچ میں پڑ گئی۔ آخر کب تک یہ ڈرامہ جاری رہے گا۔ اگر اس کے مقصد کا علم ہو جاتا تو شائد وہ اتنی زیادہ الجھن محسوس نہ کرتی۔!

بہر حال یہ کوئی ایسا ہی چکر تھا جو بہت دنوں سے چل رہا تھا۔ ورنہ تین ماہ پہلے یہاں عمران کا کیا کام۔ دوسری طرف جولیا نے محسوس کیا کہ میریا اُس سے کسی نہ کسی طرح متاثر ضرور ہوئی ہے۔

"کیا وہ شیمراں سے اتنا ہی قریب تھا کہ وصیت سننے کے لئے اُسے روکا جاتا۔!" جولیا نے میریا کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میری دانست میں ایسا ہی تھا۔!"

"صورت سے بالکل احمق لگ رہا تھا۔!"

"لیکن اُس کی حماقتوں پر غصہ نہیں آتا۔!" میریا مسکرا کر بولی۔

"اونہہ جہنم میں جائے۔!" جولیا سر جھٹک کر بولی۔ "آخر شیمراں نے مرتے مرتے یہ ڈرامہ کیوں کیا؟"

"مجھے خود بھی حیرت ہے مادام.... لفافے میں سادہ کاغذات رکھنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔!"

"کہیں لفافہ بدل تو نہیں دیا گیا۔!"

"موسیو شیمراں وکیل پر اعتماد کرتے تھے۔!"

"ہو سکتا ہے وکیل کی لاعلمی میں بدلا گیا ہے۔!"

"یہ ناممکن ہے۔!"

"اوہ.... کیا فرق پڑتا ہے اس سے.... میرے اپنے کاغذات ہی کافی ہوں گے۔!"

میریا کچھ نہ بولی۔ جولیا نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتی کہ میرے اور شیمراں کے خلاف کس قسم کی سازش ہوئی ہے۔ رات اتنا ہنگامہ ہوا ایک ملازم زخمی بھی ہو گیا۔ لیکن پولیس کو اطلاع نہ دی گئی۔!"

"مادام کیا آپ مجھ پر کسی قسم کا شبہ کر رہی ہیں۔!"

"تم پر کیوں کروں گی۔!"

"پولیس کو اطلاع دینا میرے ہی فرائض سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"میں پوچھتی ہوں آخر شیمراں نے تمہیں اس سے کیوں روکا تھا۔!"

"کاش مجھے معلوم ہوتا۔!" وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"میں نے مشرقی اسرار کے بارے میں کہانیاں پڑھی تھیں اور انہیں کہانیاں ہی سمجھتی تھی۔ لیکن اب ایک ٹھوس حقیقت سے دوچار ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔!"

"یہاں آپ کے ہمدرد بھی موجود ہیں۔!" میریا نے کہا۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجی اور میریا نے ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو.... اُوہ.... فرمایئے.... جناب.... اچھا.... ذرا ہولڈ آن کیجئے۔!" وہ ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر جولیا کی طرف مڑی اور بولی۔ "گرینڈ ہوٹل کا منیجر ہے۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔!"

"کیوں مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے۔!"

"موسیو شیمر اس کے خاص آدمیوں میں سے تھا۔!"

"تم پہلے ہی بتا چکی ہو۔ خیر کہہ دو آجائے۔ اس وقت مجھے کوئی مصروفیت نہیں ہے۔!"

میریا نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ہیلو.... جی ہاں.... آجایئے.... اس وقت.... مادام کو فرصت ہے۔!"

ریسیور رکھ کر وہ بولی۔ "کیا اس ملاقات کے دوران میں میری موجودگی ضروری ہوگی؟"

"یقیناً.... میں یہاں اجنبی ہوں.... اور نہیں جانتی کہ لوگ مجھ سے کس قسم کی باتیں کریں گے اور میرا جواب کیا ہوگا۔!"

"بہت بہتر.... میں ابھی آئی۔!" میریا نے کہا اور لیونگ روم سے نکل کر اُس حصے میں آئی جہاں تینوں ملازمین رہتے تھے۔ طارق کی خیریت دریافت کرنا چاہتی تھی۔ اُس کے بازو کا زخم تکلیف دہ ہو گیا تھا۔ اُسی کی وجہ سے بخار بھی ہو گیا تھا۔ گل میر اور سجاد بھی وہیں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ بخار تیز ہے۔ غفلت طاری ہو گئی ہے۔

میریا سجاد کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتی ہوئی کمرے سے نکل آئی پھر راہداری کے سرے پر رک کر مڑی تھی۔ سجاد بھی رک گیا۔

"گرینڈ ہوٹل کے منیجر کی کال آئی تھی۔!" میریا بولی۔ "وہ مادام سے ملنا چاہتا ہے۔ میں اب کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتی۔ تم لوگ خیال رکھنا۔!"

"بہت بہتر.... لیکن لفافے کا کیا قصہ تھا۔!" سجاد نے پوچھا۔

"بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اس میں سے وصیت نامہ برآمد ہونے کی توقع تھی لیکن سادہ کاغذ

کے چار شیٹ نکلے۔!"

"اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔!"

"یا تو یہ کوئی اشارہ ہے۔یا پھر وکیل کی لاعلمی میں لفافہ بدل دیا گیا ہوگا۔!"

"بڑی دشواری تو یہ ہے کہ ہم مخالفین کی شخصیتوں سے واقف نہیں ہیں۔ورنہ کبھی کا کھیل ختم ہو چکا ہوتا اور ہاں وہ مسٹر عمران کا کیا قصہ تھا۔!"

"خان داور سے کس معاملے میں جھڑپ ہو گئی تھی۔!"

"آپے سے باہر ہو رہے تھے۔کہہ رہے تھے کی بیچ بازار میں ماروں گا۔!"

"اُسے سمجھاؤ.... کہیں خود ہی نہ مارا جائے۔!"

"مجھے تو کچھ دماغ سے اُترے ہوئے لگتے ہیں۔!"

"خدا جانے.... ویسے بہت معصوم آدمی ہے۔کوشش کرنا سمجھانے کی۔اچھی بات ہے میں چلی۔گرینڈ کا منیجر آنے والا ہے۔!"

وہ پھر وہیں واپس آ گئی جہاں جولیا آرام کرسی پر آنکھیں بند کئے نیم دراز تھی۔اس کی آہٹ پر چونک کر بولی۔"کیا وہ آ گیا۔!"

"نہیں مادام.... میں ذرا طارق کی عیادت کو گئی تھی۔!"

"کیسا ہے۔!"

"تیز بخار اور غفلت....!"

"کہیں سپٹک تو نہیں ہو گیا۔ان لوگوں نے خود ہی اُس کی ڈریسنگ وغیرہ کی تھی۔کسی ڈاکٹر کو نہیں دکھایا تھا۔پتا نہیں یہاں کیا ہو رہا ہے۔!"

"مادام جو کچھ بھی ہو رہا ہے موسیو شیمر اس کی ہدایات کے مطابق ہو رہا ہے۔!"

"اُو ہو.... ٹھہرو....!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔"اب تم لوگوں کی تنخواہوں کا کیا ہوگا....؟"

"جب تک آپ رکھنا چاہیں گی ہمیں اُن کے وکیل سے تنخواہیں ملتی رہیں گی۔وکیل کو وہ اس قسم کی ایک تحریر دے گئے ہیں۔!"

"میں تو کسی کو بھی الگ کرنا نہیں چاہتی۔!"

"شکریہ مادام....!"

اتنے میں اطلاعی گھنٹی کی آواز عمارت میں گونجی اور میریا اٹھتی ہوئی بولی۔"شائد وہ آ گیا۔!"

برآمدے میں پہنچی تو منیجر کی بجائے عمران دکھائی دیا۔ نہ جانے کیوں میریا اُسے دیکھ کر کھل اٹھی۔!

"اُوہ... تم کہاں....؟"

"کیا مادام کو معلوم ہو گیا کہ خان داور سے میری کیا بات ہوئی تھی۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں سوال کیا۔

"کسی کو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ آخر کیا بات تھی؟ تم نے اُسے اس طرح چیلنج کر کے اچھا نہیں کیا۔ وہ خطرناک آدمی ہے۔!"

"ہوا کرے....!" عمران سر جھٹک کر بولا۔

"تم سمجھتے نہیں۔ لیکن خیر بات کیا تھی۔!"

"مجھ سے کچھ معلوم کرنے سے پہلے تم بتاؤ کہ چار سادہ ورقوں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔!"

"خدا جانے.... عقل چکرا کر رہ گئی ہے۔!"

"مسٹری مائی ڈیئر مسٹری۔!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "چار ورق کیوں؟ کیا ایک یا دو سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ چار کا عدد کیا ظاہر کرتا ہے۔ میں نے ہملاک شومز کے ناول پڑھے ہیں۔!"

"ہملاک شومز....!" میریا ہنس کر بولی۔ "تم شائد شرلاک ہومز کہنا چاہتے ہو۔!"

"وہی وہی.... تو تم نے بھی پڑھے ہیں۔!"

"قریب قریب سبھی پڑھ ڈالے ہیں۔!"

"اچھا تو پھر بتاؤ چار کا مطلب....؟"

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ایک گاڑی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور میریا نے گرینڈ ہوٹل کے منیجر کو پہچان لیا۔ وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "کیا تمہیں مادام سے ملنا ہے....؟"

"نہیں تو اُن سے مل کر کیا کروں گا۔ میں تو تم سے پوچھنے آیا تھا چار کا مطلب....!"

"اچھی بات ہے۔ تو تم لان پر بیٹھو.... میں تھوڑی دیر بعد تم سے ملوں گی۔ یہ صاحب مادام سے ملنے آئے ہیں۔!"

"اچھا.... اچھا....!" عمران اٹھ کر برآمدے سے لان پر اُتر گیا۔ منیجر نے اُسے گھور کر دیکھا تھا۔ عمران نے احمقانہ انداز میں سلام کے لئے ہاتھ اٹھا دیا۔ جواب میں سر ہلا کر منیجر مسکرایا تھا۔

"آیئے.... مادام آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔!" میریا آگے بڑھ کر بولی۔ وہ اُسے نشست کے کمرے میں لائی۔

منیجر نے سب سے پہلے آخری رسوم میں شرکت نہ کرسکنے پر معافی مانگی پھر بولا۔ ”یہ بہت اہم معاملہ ہے جس پر گفتگو کرنے کے لئے میں آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ بات فی الحال ہم دونوں سے آگے نہ بڑھے۔!“

”یہ شیمراں کی معتمد خاص ہے۔!“ جولیا میریا کی طرف دیکھ کر بولی۔ ”اس لئے اس کی موجودگی ضروری ہے۔ میں یہاں اجنبی ہوں۔!“

منیجر بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔ شاید یہ بات اُسے پسند نہیں آئی تھی۔ بہر حال وہ آہستہ سے بولا۔ ”آپ جائیں.... معاملہ بہت اہم ہے۔!“

”جو کچھ بھی ہو سیکریٹری ہر قسم کی گفتگو میں شریک ہوگی۔!“

”میں یہ عرض کرنے آیا تھا کہ یہاں لوگ آپ کے لئے الجھاوے پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ آپ کے لئے کمرہ مخصوص کرانے کے لئے موسیو شیمراں نے میرے پاس ایک تحریر بھیجی تھی۔ میں اُس وقت جو کوٹ پہنے ہوئے تھا اس کی جیب میں وہ تحریر ڈال دی تھی۔ پھر وہ کوٹ اپنے ریٹائرنگ روم میں لٹکا دیا تھا۔ اُس کے بعد سے پھر میں نے وہ کوٹ پہنا ہی نہیں اور ہاں اس تحریر کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ میں اُسے بھول گیا تھا۔ لیکن آج ایک ایسی بات سامنے آئی کہ مجھے اس تحریر کے بارے میں سوچنا پڑا اور میں اس تحریر کو تلاش کرنے ہوٹل میں اپنے ریٹائرنگ روم میں پہنچا تو وہاں ابتری نظر آئی۔ پورے کمرے کو کسی نے الٹ پلٹ کر رکھ دیا تھا اور وہ تحریر غائب تھی۔!“

”تحریر کی کیا اہمیت تھی....؟“ جولیا اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی اور منیجر نے بھی جواباً اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایک فرد نے آپ پر شبہ ظاہر کیا تھا کہ آپ حقیقتاً موسیو شیمراں کی بیوی نہیں ہیں۔ موسیو شیمراں زندہ نہیں ہیں کہ وہ اس کی تصدیق کریں گے۔ میں نے کہا کہ موسیو شیمراں کی تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔ کمرہ مخصوص کرانے کے لئے انہوں نے جو خط مجھے لکھا تھا اُس میں وضاحت کی تھی کہ لیسی ماتیف اُن کی بیوی ہیں اور فرانس سے آئیں گی۔!“

”اور اُن کے بعد جب تم نے اُس تحریر کو دوبارہ تلاش کیا تو وہ غائب تھی۔!“ جولیا نے پوچھا۔

”جی ہاں یہی بات ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اُس فرد نے مجھ سے معلومات حاصل کرلینے کے بعد وہ تحریر میری تحویل سے غائب کرادی۔!“

"کیا آپ کو وصیت کے بارے میں معلوم ہوا....؟" دفعتاً میریا نے اُس سے سوال کیا۔

"جی نہیں۔!"

"اس میں بھی گڑبڑ ہوئی ہے۔ کسی نے اصل وصیت وکیل کی تحویل سے غائب کر کے ویسا ہی لفافہ اُس کی جگہ رکھ دیا اور جب وہ لفافہ وکیل نے یہاں معززین کے سامنے کھولا اُس میں سے سادہ کاغذ کے ورق برآمد ہوئے۔"

"خدا کی پناہ....!" منیجر اچھل پڑا۔

"اور اس لئے اب یہ بے حد ضروری ہو جاتا ہے کہ آپ اُس فرد کا نام بتادیں جس نے مادام کی اصلیت کے بارے میں شبہ ظاہر کیا تھا۔!"

"بڑی سنگین بات ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح زبان کھولوں۔ دراصل مجھ سے غلطی ہوئی تھی کہ اس کا مقصد معلوم ہونے سے پہلے ہی میں نے اُس سے موسیو شیمراں کی اُس تحریر کا ذکر کردیا تھا جو میرے پاس تھی۔ لہٰذا اُس نے پہلی فرصت میں ریٹائرنگ روم پر ہاتھ صاف کرادیا۔!"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیسا مقصد۔!" جولیا بولی۔

"یہی کہ وہ کیوں آپ کو موسیو شیمراں کی بیوی تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اگر مجھے اس کی وجہ پہلے ہی معلوم ہو جاتی تو اس تحریر کا ذکر اُس سے نہ کرتا بلکہ اُسے آپ کے حوالے کر دیتا۔!"

"کس بناء پر مجھے بیوی تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔!"

"اس کا دعویٰ ہے کہ وہ خود شیمراں کی بیوی ہے اور یہ شادی تین ماہ پہلے ہوئی تھی۔!"

"کیا مطلب....؟" میریا بوکھلا کر اٹھ گئی۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے منیجر کو دیکھتی رہی پھر بولی۔ "کون ہے وہ....؟"

"روزاپالگریو.... آرٹسٹ....!"

"اوہ.... وہ کتیا....!" میریا طویل سانس لے کر پھر بیٹھ گئی۔!

"کیا قصہ ہے۔!" جولیا بہت زیادہ مضطرب نظر آنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"اس نے مجھے شادی کے کاغذات بھی دکھائے تھے۔ سردار گڈھ ہی کی کورٹ میں سول میرج ہوئی تھی۔!"

"قطعی غیر قانونی! اُس کی کوئی حیثیت نہ ہو گی۔!" جولیا غصیلے لہجے میں بولی۔

"آپ صبر سے کام لیں مادام....!" میریا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "وہ کاغذات قطعی طور پر جعلی

ہوں گے۔ موسیو شیمر اں ایسے نہیں تھے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ کتیا انہیں گھیرے رہتی تھی۔ وہ اُس سے گھبراتے تھے۔ کئی بار خود مجھ سے کہا تھا کہ وہ اُس عورت کو پسند نہیں کرتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ گھر پر موجود ہوتے اور وہ آتی تو کہلوادیتے کہ گھر پر موجود نہیں ہیں۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ وہ تین ماہ تک خاموش کیوں رہی اور بیوی تھی تو یہاں آکر کیوں نہیں رہی۔ آخر یہ روزاپالگریو ہے کون....!" جولیا نے میریا سے سوال کیا۔

"ایک آوارہ سی یوریشین عورت ہے۔ یہاں کے دولت مندوں کو لوٹتی رہتی ہے۔ آرٹسٹ ہونے کے بہانے پتا نہیں کہاں کہاں جا پہنچتی ہے اور کیا کیا کر گزرتی ہے۔!"

"آرٹسٹ تو ہے اور بہت منجھی ہوئی۔!" منیجر نے کہا۔

"جہنم میں جائے.... ہوگی جس میں انسانیت نہ ہو میں اُسے آرٹسٹ تسلیم ہی نہیں کرتی۔!" میریا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"آخر وہ ہے کون؟ کیا شیمر اں کے قریبی دوستوں میں اُس کا شمار ہوتا ہے۔!"

"ہرگز نہیں۔!" میریا بولی۔ "وہ اُسے منہ نہیں لگاتے تھے۔!"

"خیر بہر حال!" جولیا منیجر کیطرف دیکھ کر بولی۔ "کچھ بھی ہو جائے۔ میری پوزیشن مضبوط ہے۔!"

"میں دراصل آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے اُس تحریر کی خواہاں تھی۔!"

"کیا آپ نے اپنے ریٹائرنگ روم میں چوری کی رپورٹ درج کرادی ہے۔!" میریا نے پوچھا۔

"یقیناً...اس میں تو میں نے دیر ہی نہیں لگائی۔ حالانکہ اُس تحریر کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں گیا۔ لیکن میں نے دس ہزار کی چوری کی رپورٹ درج کرائی ہے۔ تحریر کا نام تک نہیں لیا۔!"

"یہ آپ نے اچھا کیا ہے۔!"

"اب اگر وہ تحریر روزا ہی کے پاس پہنچی ہے تو دیکھئے کیا ہو۔!"

"تم اسکی فکر نہ کرو۔ دیکھا جائیگا۔!" جولیا کسی قدر تیز لہجے میں بولی اور منیجر واپسی کیلئے اٹھ گیا۔

"ذرا ٹھہریئے....!" میریا بھی اٹھتی ہوئی بولی۔ "اب آپ روزا کو کیا جواب دیں گے۔!"

"یہی کہ تحریر نہیں ملی.... چونکہ میری نظروں میں اُس کی اہمیت نہیں تھی۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ردی کی ٹوکری ہی کی نظر ہو گئی ہو۔!"

"ہاں یہی جواب مناسب رہے گا۔!"

روزا پالگریوا اپنے کاٹیج کے برآمدے میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ سورج غروب ہو چکا تھا لیکن ابھی فضا پر تاریکی کی یلغار نہیں ہوئی تھی۔ روزا بہت مضطرب تھی۔ بار بار اُس راستے کی طرف نظر اٹھ جاتی تھی جس سے گزر کر گاڑیاں کاٹیج تک پہنچتی تھیں۔ کسی کی منتظر تھی۔ اتنی ہی شدت سے کہ کمرے سے نکل کر برآمدے میں ٹہلنے لگی تھی۔ دفعتاً ایک گاڑی اُدھر ہی آتی دکھائی دی اور وہ مضطربانہ انداز میں برآمدے سے نیچے اُتر آئی۔

گاڑی قریب پہنچ کر رکی تھی۔ خان داور دروازہ کھول کر نیچے اُترا۔

"بہت دیر لگائی تم نے۔!" روزا اس کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"تم بہت مضطرب نظر آ رہی ہو۔!"

"کیا مجھے مضطرب نہ ہونا چاہئے۔!"

"کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں تھا۔!"

"اوہ.... داور ڈیئر مجھے پریشان مت کرو.... بتاؤ کیا ہوا....!"

"وہی جو ہونا چاہئے.... تو اندر چلونا.... کیا یہیں میری کارکردگی کی روداد سنو گی؟"

وہ دونوں سٹنگ روم میں آئے اور داور نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ آسان کام نہیں تھا لیکن تمہاری خاطر....؟"

روزا نے لفافہ اُس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اُسے الٹ پلٹ کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "یہ مہریں شیمر اس کی انگشتری ہی سے لگائی گئی ہیں۔!"

"اوہو.... تو کیا میں تمہیں بہلانے کے لئے کوئی موڈل بنا لایا ہوں۔!"

"نہیں! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ صرف تصدیق کی تھی کہ اس میں وصیت نامہ ہو سکتا ہے۔!"

"لیکن یقین کرو.... کہ میں اُس کی بیوہ کی حیثیت سے تمہاری شہرت نہیں چاہتا۔ محض تمہاری خوشی کے لئے میں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔!"

"میں تمہاری بے حد شکر گزار ہوں اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے انتقاماً اسے شادی پر مجبور کیا تھا۔ ورنہ تمہارے علاوہ اور کوئی مرد آج تک آنکھوں میں جچا ہی نہیں۔!"

خان داور گردن اکڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگا اور وہ لفافے کی سیل توڑنے لگی۔ لفافہ کھلتے ہی خان داور آگے جھک آیا اور پھر وہ دونوں متحیر رہ گئے کیونکہ لفافے سے صرف ایک تصویر برآمد ہوئی تھی اور تصویر بھی کیسی؟ ایک گدھی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اُس کے ساتھ نہ کوئی تحریر تھی اور نہ کوئی دوسرا کاغذ۔

"یہ کیا بلا ہے.....!" خان داور بدقت بولا۔

روزا نے لفافہ اور تصویر میز پر ڈال دیئے اور صوفے کی پشت گاہ سے ٹک کر اس طرح آنکھیں ملنے لگی جیسے کچھ دکھائی نہ دے رہا ہو۔ پھر اُس نے ایک زور دار قہقہہ لگایا اور خان داور چونک کر اُسے اس طرح گھورنے لگا جیسے وہ اچانک پاگل ہو گئی ہو۔

"اس طرح نہ دیکھو...!" وہ بدستور ہنستی ہوئی بولی۔ "یہ میری ہی ایک پینٹنگ کا فوٹوگراف ہے۔!"

"کیا وہ پینٹنگ شیمرا ان ہی کے پاس تھی۔!"

"یہ مجھے یاد نہیں کہ کس نے خریدی تھی۔ باؤل دے سوف۔ ہاں ہاں.... میری ہی پینٹنگ تھی۔!"

"باؤل دے سوف.... کیا....؟"

"فرنچ میں گدھی کے بچے کو کہتے ہیں۔!"

"میں کہتا ہوں آخر اس کا مطلب کیا ہے۔!" خان داور جھلا کر بولا۔ "تم قہقہے لگا رہی ہو۔ حالانکہ اس لفافے کے حصول کے لئے مجھے۔!" اچانک وہ خاموش ہو گیا۔ حقیقت زبان سے پھسلنے ہی والی تھی کہ ذہن جاگ پڑا۔

"اوہ.... میں سمجھتی ہوں کہ تمہیں بڑی دشواریاں پیش آئی ہوں گی لیکن میں خود اس کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں۔!"

"یعنی یہ لفافہ تمہارے لئے فضول ہے۔!"

"پھر اور کیا کہوں....؟" وہ پُر تفکر لہجے میں بولی۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا....!"

"بہت کچھ ہوا.... کم از کم یہ تو معلوم ہو گیا کہ اس نے کوئی وصیت مرتب نہیں کی تھی۔ یہ بات میرے ہی حق میں جاتی ہے۔!"

"لیکن وہ تحریر جو گرینڈ کے منیجر کے پاس ہے۔!"

"وہ بھی جہنم میں جائے۔!"

"آخر تمہارے ذہن میں کیا ہے؟ کیا اب تم کورٹ سے رجوع کرو گی۔!"

"ابھی کچھ اور بھی سوچنا پڑے گا۔!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔!"

"سیدھی سی بات ہے۔!"

"نہیں.... میں جانتا ہوں کہ تم نے کچھ اور لوگوں سے بھی مدد لی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟" وہ خان داور کو بغور دیکھتی ہوئی بولی۔

"مجھے یہ محض شادی کا معاملہ نہیں معلوم ہوتا۔!"

"پھر؟ تم کیا سمجھتے ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں سمجھتا.... سمجھنا چاہتا ہوں۔!"

"کیا سمجھنا چاہتے ہو....؟"

"شیمر اِن بہت دنوں سے کسی دشواری میں مبتلا تھا۔ کسی کے خوف سے اُس نے تین ریٹائرڈ فوجی ملازم رکھے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے نشانہ باز اور لڑاکے ہیں۔ آخر شیمر اِن جیسے بے ضرر آدمی سے کسی کو اس حد تک دشمنی کس بناء پر ہو سکتی ہے۔!"

"اس کا اپنا کوئی ذاتی معاملہ ہوگا.... میں کیا جانوں....!"

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ اُس کی کوٹھی میں گھسنے کی بھی کوشش کرتے رہے ہیں اور اس کے تینوں فوجی ملازموں نے ابھی تک اس میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ میرا خیال ہے کہ پچھلی رات بھی ایسی ہی کوئی واردات ہوئی تھی جس میں ایک ملازم زخمی ہو گیا ہے۔!"

"مجھے تم یہ سب کیوں بتا رہے ہو۔ میرا ایسے کسی معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔!"

"اچھا وہ آدمی کون ہے جس کی ناک پر سرخ رنگ کا بڑا سا تل ہے۔!"

"میں نہیں جانتی کہ تم کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ میں کوئی خانہ نشین عورت نہیں ہوں۔ میرے ملنے جلنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ اکثر سیاح بھی میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ کیا تم کسی مقامی آدمی کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔!"

"نہیں وہ یوروپین ہی ہے۔!"

"اچھا....! تمہیں اس سلسلے میں کیا پریشانی ہے۔!"

"میں تمہیں چاہتا ہوں....!"

"کیا میں نے کبھی کہا کہ نہ چاہو....!"

"یہ بات نہیں.... اس سلسلے میں ہم مشرقیوں کا مزاج سب سے الگ ہے۔ ہم اپنی محبوبہ کے نزدیک کسی دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے۔!"

"میں سمجھتی ہوں.... ڈارلنگ....!" وہ اٹھلائی۔ "لیکن مجھے اپنا مزاج بدلنے میں وقت لگے گا۔ میں خود کو بدل دوں گی۔ مطمئن رہو.... اور پھر وہ سب صرف میرے دوست ہیں اور تم.... تم تو میری زندگی ہو۔!"

خان داور کے چہرے کے عضلات ڈھیلے پڑ گئے۔ ٹھیک اُسی وقت ایک ملازم اجازت لے کر کمرے میں داخل ہوا اور کسی کا ملاقاتی کارڈ روزا کی طرف بڑھا دیا۔!

"اُوہ....!" کارڈ پر نظر پڑتے ہی وہ بھنا کر بولی۔ "یہ اس وقت کیوں آیا ہے....؟"

"کون ہے۔!" خان داور نے پوچھا۔

"وہی احمق عمران....!"

"آہا.... بلاؤ.... بلاؤ.... میں اس کی تھوڑی سی مرمت کرنا چاہتا ہوں۔!" خان داور نے کہا اور جلدی جلدی اُسے شیمر اں کی کوٹھی میں ہونے والی احمقانہ جھڑپ کے بارے میں بتانے لگا۔

"اچھا.... اُسے بھیج دو....!" روزا نے ملازم سے کہا۔ وہ چلا گیا اور روزا خان داور کی طرف دیکھ کر بولی۔ "شاید وہ پوچھنے آیا ہے کہ اُس کی پورٹریٹ کب سے شروع کروں گی۔!"

"پورٹریٹ بنوانے والی شکل ہی نہ رہنے دوں گا۔!"

"یہاں نہیں.... یہاں کوئی ہنگامہ نہ برپا کر دینا۔!"

"ہنگامہ....!" خان داور نے حیرت سے کہا۔ "حلق سے آواز تک تو نکال نہیں سکے گا اور میں اس کا حلیہ اس حد تک بگاڑ دوں گا کہ وہ دو ایک ہفتے تک پہچانا نہ جا سکے۔!"

"نہیں....! بے وقوف ہے بے چارہ ورنہ تمہیں اس طرح چیلنج نہ کرتا۔ شائد وہ تمہیں اچھی طرح جانتا بھی نہیں۔!"

"خیر.... خیر.... آنے دو....!"

عمران کمرے میں داخل ہوا اور خان داور پر نظر پڑتے ہی دروازے پر رک گیا۔

"آؤ.... آؤ.... رک کیوں گئے۔!" خان داور نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

"میں اس لئے رک گیا ہوں کہ یہاں ایک محترم خاتون بھی موجود ہیں۔!"

"ورنہ تم کیا کرتے۔!"

"تم پر نظر پڑتے ہی اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتا۔!"

"یعنی اگر میں کہیں باہر مل جاتا تو تم مجھ پر حملہ کر بیٹھتے۔!"

"بے شک....!"

"کیا تمہیں میرے بارے میں کسی نے کچھ نہیں بتایا۔!"

"شیرا اس کی سیکریٹری کچھ بتانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن میں نے سنا ہی نہیں۔!"

"سن لیتے تو بہتر ہوتا۔!"

"چلو.... نکلو باہر....!" عمران نے پھر اُسے چیلنج کیا۔ گفتگو انگلش میں ہو رہی تھی یک بیک خان داور کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ اٹھ کر عمران پر جھپٹنے ہی والا تھا کہ روزا ان کے درمیان آتی ہوئی بولی۔ "یہاں نہیں۔!"

"اور کیا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اتنا خوبصورت فرنیچر اگر برباد ہو گیا تو مجھے قبر میں بھی چین نہیں آئے گا۔!"

"اب تمہاری قبر ہی بنے گی۔!" خان داور سانپ کی طرح پھپھکارا۔

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں فی الحال سکون کے ساتھ بیٹھ جاؤ....!" روزا نے کہا۔

"خواتین کا حکم سر آنکھوں پر....!" کہتا ہوا عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ....!" روزا خان داور کو دوسرے صوفے کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔ وہ بیٹھ تو گیا لیکن عمران کو خوں خوار نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"اب تم بتاؤ کہ اس وقت کیوں آئے تھے۔!" روزا نے عمران سے پوچھا۔

"یہ معلوم کرنے کے لئے کہ میری پورٹریٹ کب سے شروع کرو گی....؟"

"اگر میں کہوں کہ کبھی نہیں۔!"

"تو میں شرط ہار جاؤں گا۔!"

"بس تو تم شرط ہار گئے۔ تیس ہزار خان داور کو ادا کر دو....!"

"چیک لو گے یا کیش..!" عمران نے بڑی معصومیت سے سوال کیا اور خان داور پھر بھڑک اٹھا۔

"شٹ اپ... بنئے کی اولاد وہ محض مذاق تھا۔ تجھ جیسے کم رتبہ آدمی سے میں شرط لگاؤں گا ہونہہ!"

"چلو یہ بھی ٹھیک ہے پیسے بچے۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔

"بس اب چلے جاؤ....!" روزا نے عمران سے کہا۔

عمران اٹھ کر دروازے کیطرف بڑھا اور مڑ کر بولا۔ "لیکن میرا چیلنج بدستور برقرار ہے خان داور۔!"

"او خبیث....!" کہہ کر خان داور پھر اُس کی طرف جھپٹا اور اس بار روزا ان کے درمیان حائل نہ ہو سکی۔ عمران غافل نہیں تھا۔ بڑی پھرتی سے بائیں جانب ہٹ کر ایک جچا تلا ہاتھ اُس کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔ خان داور کسی جڑ سے اکھڑے ہوئے تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ شائد روزا کو توقع تھی کہ وہ پھر اٹھے گا اور اس بار عمران کی چٹنی ہی بنا کر رکھ دے گا۔ لیکن خان داور نے تو جنبش بھی نہ کی۔ عمران کھڑا ہونقوں کی طرح اُسے دیکھتا رہا۔ روزا خان داور کی طرف جھپٹی اور جھک کر اُسے آوازیں دینے لگی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"یہ کیا کیا تم نے....!" وہ عمران کی طرف جھپٹتی ہوئی بولی.... اور عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ پھر ہکلایا۔ "مم.... میں کک.... کیا جانوں.... ایک ہی ہاتھ تو مارا تھا۔!"

"وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔!"

"خدا مجھ پر رحم کرے۔!" عمران بوکھلاہٹ میں پیٹ پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"اچھا.... اب جاؤ.... چلے ہی جاؤ.... یہاں سے۔!"

"پھر کب آؤں....؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"جب دل چاہے.... ابھی چلے جاؤ.... جلدی کرو....!"

عمران اس سے بھی زیادہ بدحواسی کا مظاہرہ کرتا ہوا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ روزا خان داور کو پر تشویش نظروں سے دیکھتی رہی پھر اسی کے پاس آ بیٹھی تھی۔ ذرا دیر بعد اس کے جسم میں حرکت ہوئی اور اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر یک لخت اٹھ بیٹھا اور آنکھیں پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"وہ بھاگ گیا....!" روزا نے جلدی سے کہا۔

"میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔!" کہتا ہوا وہ اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ روزا آواز ہی دیتی رہ گئی تھی لیکن جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔ آگے بڑھ کر روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ پھر گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز سن کر تھکے تھکے سے انداز میں وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھی۔ شائد ڈائیل کرنے جا رہی تھی لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی معاملے میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہی ہو۔ کچھ دیر بعد ریسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف

سے جواب ملنے پر بولی۔ "روزا.... فوراً آجاؤ.... بے حد ضروری ہے۔!" ریسیور رکھ کر اُس میز کی طرف مڑی جس پر خان داور کا لایا ہوا لفافہ پڑا تھا۔ تصویر پھر لفافے سے نکالی اور اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھتی رہی۔ ساتھ ہی گھڑی پر بھی نظر ڈالتی جارہی تھی۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد باہر سے کسی گاڑی کے انجن کا شور سنائی دیا تھا۔

وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی۔ برآمدے میں نکل آئی۔ آنے والا بھی برآمدے میں پہنچ چکا تھا۔ یہ ایک خاصا صحت مند اور قد آور سفید فام آدمی تھا۔ چہرے کے نقوش تیکھے تھے اور ناک پر ایک واضح قسم کا سرخ تل تھا۔

"چلو اندر چلو....!" روزا مضطربانہ انداز میں بولی۔

"بہت پریشان نظر آرہی ہو۔!"

"ایسی ہی کچھ بات ہے۔!"

کمرے میں داخل ہو کر اُس نے دروازہ مقفل کر دیا اور اس سے بولی۔ "لفافہ حاصل کر لیا گیا ہے لیکن اس میں وصیت نامہ نہیں ہے۔!"

"پھر کیا ہے....؟"

"خود ہی دیکھ لو....!" لفافہ اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔

نووارد نے لفافے سے تصویر نکالی اور اس پر نظر ڈالتے ہی اچھل پڑا۔

"باؤل دے سوف کا فوٹو گراف....!" اس نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"ہاں.... اور اسے شیمر ان نے اس لفافے میں رکھا ہوگا۔!"

"تو گویا اب شبہ یقین میں بدل گیا ہے۔!" نووارد نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ بہت بُرا ہوا کہ اس لفافے کے حصول کے لئے ایک مقامی آدمی سے مدد لینی پڑی۔" روزا بھرائی ہوئی آواز میں بولی اور نووارد اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ خود ہی لفافہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔!" روزا نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کہا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جس سے تم نے مدد لی تھی وہ تمہارے خلاف نہیں جاسکتا۔!"

"ہوسکتا ہے کہ خلاف ہی ہو جائے۔!"

"ناممکن.... میرا خیال ہے کہ وہ تم پر بُری طرح مرمٹا ہے۔!"

"اور یہی سب سے زیادہ خطرناک بات ہے۔!"

"کیوں خطرناک کیوں ہے۔!"

"اسی جذبے کے تحت وہ میری ٹوہ میں رہنے لگا ہے۔ حتیٰ کہ اُسکی نظر خصوصیت سے تم پر ہے۔!"

"اوہ.... تب تو مجھے سوچنا پڑے گا۔!"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد روزا نے عمران کا قصہ شروع کر دیا۔ وہ بڑی توجہ سے سنتا رہا اور اس کے خاموش ہو جانے پر چٹکی بجا کر بولا۔ "یہ ہوئی نا بات! اب اگر تم اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاؤ تو وہ اُسی احمق کے ہاتھوں قتل بھی ہو سکتا ہے۔!"

روزا کچھ نہ بولی اور وہ فون کی طرف بڑھا.... ریسیور اٹھایا ہی تھا کہ وہ ہاتھ سے چھوٹ کر میز کے نیچے جا پڑا۔ وہ ریسیور اٹھانے کیلئے جھکا اور جھکا ہی رہ گیا۔ پھر ریسیور اٹھائے بغیر سیدھا ہو گیا۔

"کیا بات ہے....؟" روزا نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔

جواب میں اُس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کا بازو پکڑ کر کمرے سے نکال لایا۔

"آخر بات کیا ہے۔!" روزا اُس وقت جھنجھلا کر بولی جب وہ اُسے دوسرے کمرے میں لے جا رہا تھا۔

"اس معاملے نے پتا نہیں کون سا رخ اختیار کر لیا ہے۔!" نووارد نے کہا۔ "جنہیں ہم نے آلۂ کار بنانے کی کوشش کی وہ خود ہمارے خلاف جاسوسی کر رہے ہیں۔!"

"کھل کر بات کرو.... میں نہیں سمجھی۔!"

"میں فون کا ریسیور اٹھانے کے لئے جھکا تو میز کے نیچے وہ الیکٹرونک بگ نظر آ گیا جسے بڑی احتیاط سے وہاں چپکایا گیا ہے۔!"

"نہیں....!" روزا اچھل پڑی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی۔ "تو یہ خان داور پوری طرح میری ٹوہ میں رہا ہے۔ خیر میں دیکھوں گی۔!"

"اُس کمرے میں ہونے والی ساری گفتگو کوئی سنتا رہا ہے۔!" نووارد بولا۔

"خان داور سے کام لینے کی تجویز تمہاری ہی تھی۔ میں تو اُس سے متفق نہیں تھی۔!"

"کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم اُسے خاموشی سے سلا دیں گے۔!"

"یہ آسان نہ ہوگا.... بیلارڈ.... وہ بہت چالاک ہے۔!"

"اُس چالاک کو بے وقوف سے پٹوادو....!"

"بہر حال یہ نیا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ جہنم میں جائے۔ اب تم اُس پینٹنگ کے لئے کیا کرو گے۔ شیمر ااں مر جانے کے بعد بھی ہمیں چڑھا رہا ہے۔ کیا مر جانے کے بعد اُس نے کھلم کھلا اظہار نہیں کر دیا کہ پینٹنگ اُسی کے قبضے میں تھی۔ اُوہ.... ٹھہرو..... مجھ سے ایک غلطی اور بھی ہوئی ہے۔!"

روزا بُرا سامنہ بنا کر خاموش ہو گئی اور بیلارڈ اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھتا رہا۔

"غلطی یہ ہوئی ہے۔!" وہ کچھ دیر بعد بولی۔ "کہ میں نے خان داور کے سامنے اظہار کر دیا تھا کہ وہ میری ہی ایک پینٹنگ کا فوٹو گراف ہے۔!"

"اوہ.... یہ کیا کیا تم نے۔!" بیلارڈ دانت پیس کر رہ گیا۔

"اُس کے لفافے سے بر آمد ہوتے ہی میں نروس ہو گئی تھی۔!"

"تم سے غلطیوں پر غلطیاں ہوئی ہیں روزا....!"

"ہاں کچھ ایسا ہی ہوا ہے لیکن اُن غلطیوں کی اصلاح ممکن ہے۔!"

"یعنی مزید غلطیوں کا امکان ہے۔!"

"خیر.... خیر.... میں دیکھوں گی۔!" وہ پھر بُرا سامنہ بنا کر رہ گئی۔

میریا بے خبر سو رہی تھی۔ اچانک آنکھ کھل گئی اور اُس نے پے در پے دو فائروں کی آوازیں سنیں۔ ہو سکتا ہے اس سے پہلے ہونے والے کسی فائر ہی کی آواز سے اُس کی نیند ٹوٹی ہو۔ وہ سانس روکے بستر پر پڑی رہی۔ باہر سے ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے دو سانڈ آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ میریا کا پہلا ردعمل خوف زدگی تھا لیکن تھوڑی دیر بعد جھنجھلاہٹ اُس کے ذہن پر مسلط ہو گئی اور جھنجھلاہٹ خود اپنی ذات پر تھی۔ آخر وہ کیوں.... ان حالات میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ شیمر اں بھی اب زندہ نہیں۔ لیسی ماتیف جانے اور اس کا کام۔ اب وہ شیمر اں کی سیکریٹری تو رہی نہیں۔ آخر اس ملازمت کو خیر باد کیوں نہیں کہہ دیتی۔

پھر وہ اٹھ ہی رہی تھی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے....؟" اس نے جھلا کر پوچھا۔

"سجاد! سب ٹھیک ہے۔ ذرا باہر آئیے۔!"

"جہنم میں جاؤ۔!" وہ آہستہ سے بڑبڑائی اور اٹھ کر سلیپنگ گاؤن پہنا۔ اس کی ڈوری کستی ہوئی

دروازے تک آئی اور بولٹ گرا کر دروازہ کھول دیا۔

"کیا بات ہے....؟"

"وہی قصہ.... لیکن آج ایک نئی بات ہوئی ہے۔!" اس کا لہجہ کسی قدر پُر مسرت تھا۔

"کیا مطلب....!"

"آج ایک کو پکڑ لیا ہے۔!"

"کس طرح....؟ کیسے ہاتھ آیا۔!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"بس اتفاق ہی سمجھئے۔ اگر وہ ذات شریف یہاں تشریف فرمانہ ہوتے تو آج بھی محض ہنگامہ ہی ہاتھ آتا۔!"

"کس کی بات کر رہے ہو....!"

"مسٹر عمران کی۔!"

"وہ اس وقت یہاں کہاں....؟" میریا نے حیرت سے پوچھا۔

"کہیں خان داور کو ایک چانٹا مار کر یہاں بھاگ آئے تھے۔ میں نے انہیں اپنے کمرے میں جگہ دی تھی۔!"

"کیا وقت ہوا ہے۔!"

"ساڑھے چار بج رہے ہیں۔ چلئے مادام بھی میرے ہی کمرے میں ہیں۔!"

"اور وہ بھی.... یعنی جسے پکڑا ہے۔!"

"جی ہاں....!"

"اور عمران....؟"

"ایک کو پکڑ کر بقیہ دو کے پیچھے دوڑ گئے ہیں۔!"

"یہ آدمی بالکل سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"مسٹر شیرا ان نے کچھ سمجھ کر ہی منہ لگایا ہوگا۔!"

نہ جانے کیوں میریا کو "منہ لگانے" کا ٹکڑا پسند نہیں آیا تھا لیکن وہ خاموشی سے اُس کے ساتھ چلتی رہی۔ کمرے میں گل میر اور جولیا موجود تھے اور وہ آدمی جس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے فرش پر دوزانو بیٹھا انہیں خوف زدہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ دیسی ہی تھا اور صورت سے تیسرے درجے کا کوئی لفنگا معلوم ہوتا تھا۔!

"کیا بتایا....!" سجاد نے گل میر سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں گونگا بن گیا ہے۔!"

"الٹا لٹکا کر مار لگاؤ....!" سجاد نے کہا۔

جولیا نے میریا سے کہا۔ "جو کچھ یہ گفتگو کر رہے ہیں تم مجھے انگلش میں بتاتی جاؤ۔"

"بہت بہتر مادام... یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ زبان نہیں کھول رہا۔ شائد گونگا اور بہرا بن گیا ہے۔!"

پھر اس نے سجاد سے پوچھا۔ "تم نے ان کے پیچھے تنہا کیوں جانے دیا۔!"

"نہ ہم نے انہیں اس جھگڑے میں پڑنے کی دعوت دی اور نہ انہیں روک ہی سکے۔ بس اسے پکڑ کر بیٹھ گئے کہ کم از کم یہ تو معلوم ہو سکے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں خود مسٹر شیمر اں حیران تھے۔!"

"اگر یہ گونگا اور بہرا ہے تو اس سے کس طرح کچھ معلوم کر سکو گے....؟"

تدبیروں سے تو پتھر بھی بول جاتے ہیں۔ یہ کیا چیز ہے۔!" سجاد نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"الٹا لٹکا کر نیچے دھواں کریں گے۔ حلق کا منکا ڈھیلا پڑے گا اور یہ چہکنا شروع کر دے گا۔!"

"اُوہ.... مجھے بھی بتاؤ۔!" جولیا نے میریا سے کہا اور میریا اُسے اپنی اور سجاد کی گفتگو کے بارے میں بتانے لگی۔

"ٹھیک تو کہتا ہے۔!" جولیا بولی۔ "تشدد کے بغیر زبان نہیں کھولے گا۔ لیکن اس بیوقوف آدمی کی کیا بات تھی۔!"

"شاید وہ تین تھے ایک کو خود اُسی نے پکڑ کر ان کے حوالے کیا اور بقیہ دو بھگوڑوں کے پیچھے بھی دوڑ گیا۔!"

"وہ یہاں کیوں تھا....؟" جولیا نے سوال کیا۔

سجاد سے اس سلسلے میں جو کچھ معلوم ہوا تھا بتاتی ہوئی بولی۔ "حقیقتاً اس کی زندگی خطرے میں ہے اگر وہ خان داور سے بگاڑ بیٹھا ہے۔!"

"اونہہ.... مجھے کیا۔!" جولیا شانے اُچکا کر بولی اور پھر قیدی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"سجاد نے اُسے دھکا دے کر فرش پر گرا دیا تھا اور اس کی ٹانگیں اس طرح پکڑ رکھی تھیں جیسے سچ مچ الٹا لٹکانے جا رہا ہو۔!"

"مم.... میں بب.... بتاتا ہوں۔!" قیدی ہکلایا۔

"دیکھا آپ نے۔!" سجاد نے میریا کی طرف دیکھ کر کہا۔"دو ٹکے کے بدمعاش بھی پہلے چکر ہی دینے کی کوشش کرتے ہیں۔!"

"مم.... میں کچھ نہیں جانتا....!" قیدی بدقت بولا۔

"یہ دوسرا سبق ہے۔!" سجاد نے زہر خند کے ساتھ کہا اور ایک زور دار ٹھوکر اس کی کمر پر رسید کی وہ کراہتا ہوا دوسری طرف سرک گیا۔

"ٹھہرو.... ٹھہر جاؤ....!" وہ دوسری ٹھوکر کی تیاری دیکھ کر چیخا۔"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہاں کیا چیز تلاش کرنی ہے۔!"

"چلو یہی بتادو....!" میریا جلدی سے بولی اور ہاتھ اٹھا کر سجاد کو باز رہنے کا اشارہ کیا۔

"ایک تصویر کسی آرٹسٹ کی بنائی ہوئی۔ جس میں ایک گدھی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔!"

"کیا بکواس ہے؟" سجاد غرایا۔"یہاں ایسی کوئی تصویر نہیں ہے۔ میں نے تو نہیں دیکھی آج تک۔!"

"تلاش کرنے والے کا خیال ہے کہ اُسے یہیں کہیں چھپا کر رکھا گیا ہے۔!" قیدی نے کراہتے ہوئے کہا۔

"تلاش کرانے والا کون ہے....؟" سجاد نے پوچھا۔

"وہ جانتا ہوگا جس نے ہمیں اس کام پر لگایا ہے۔!"

"ابے پہیلی کیوں بجھوا رہا ہے۔ جلدی سے بتاتا کیوں نہیں کہ کون ہے۔!"

"کیلاش.... اسٹارلٹ کلب کا منیجر....!"

"اوہ....!" سجاد طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"یقین کرو کہ میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔ کھال بھی اُتار دو گے تو اتنا ہی بتا سکوں گا۔ جتنے کا علم ہے۔!"

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔!" میریا بولی۔"لیکن اب اس کا کرو گے کیا۔!"

"جب تک مناسب سمجھیں گے یہیں قید رکھیں گے۔!"

میریا نے جولیا کو بعد کی گفتگو سے بھی آگاہ کیا اور وہ حیرت سے بولی۔"ناقابل یقین۔ میں تسلیم نہیں کرسکتی کہ اُنہیں ایسی کسی لایعنی تصویر کی تلاش ہوگی۔ یہ اول درجے کا جھوٹا ہے۔ شیرا اس کو پینٹنگ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔!"

"آپ کا خیال درست ہے مادام.... وہ فنون لطیفہ جیسی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے

تھے۔ دکھی انسانیت کی عملی خدمت کرتے تھے۔!"

"بس تو پھر اس پر تشدد جاری رکھا جائے کسی مرحلے پر سچی بات اگل ہی دے گا۔" اس کے بعد وہ انہیں وہیں چھوڑ کر اپنی خواب گاہ میں واپس چلی گئی تھی۔ عمران پر شدید غصہ تھا۔ آخر ابھی تک اس نے خود اُس سے کوئی بات کیوں نہیں کی۔ دوسروں کے لئے اجنبی بنا رہتا لیکن علیحدگی میں اپنے طور پر دو باتیں کر لینے میں کیا قباحت تھی۔ سوچ ہی رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ لیٹے ہی لیٹے ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو....!"

"کون ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"لیسی ماتیف....!"

"خوب خوب تو آنجہانی موسیو شیمراں کی بیوہ ہیں۔!"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔!" جولیا دانت پیس کر بولی۔ اس بار اُس نے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔

"جس حساب سے تم نے مجھے جان سے مارا ہے اُس سے تو اب میرا ہزار واں جنم ہونا چاہئے۔!"

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"تمہارا چیف جانے۔!"

"تم کیا کر رہے ہو.... مجھ سے علیحدگی میں کیوں نہیں ملتے....؟"

"اوہ.... ختم کرو.... اُس نے کیا بتایا۔!"

"جو کچھ بتایا ہے اُسے محض بکواس سمجھتی ہوں۔ سچی بات نہیں ہو سکتی۔!"

"اس کا فیصلہ تمہیں نہیں کرنا کہ سچی بات ہے یا غلط۔!"

جولیا نے جو کچھ سنا تھا ناخوش گوار لہجے میں بتانے لگی۔

"تو بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔!" عمران نے سب کچھ سن کر کہا۔ "دودھ پلانے والی گدھی کی پینٹنگ تلاش کرو۔!"

"میں تلاش کروں....؟" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"اوہ تو کیا تم سچ مچ خود کو شیمراں کی بیوہ سمجھنے لگی ہو۔!"

"بکواس مت کرو....!"

"خیر تو کیانام بتایا تھا کیلاش.... اسٹارلٹ کا منیجر....!"

"ہاں.... مجھے تو یہی یاد پڑتا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... بائی بائی.... گدھی کی تلاش ضروری ہے۔!"

"اس آدمی کا کیا کریں۔!"

"وہیں بند رکھو....!"

"سجاد کی بھی یہی تجویز ہے۔!"

"ٹھیک ہے۔!" عمران نے کہااور پھر رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ جولیا نے بھنا کر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ وہ اُس سے پوچھنا بھول گئی تھی کہ اُن دونوں کا کیا ہوا جن کا پیچھا کر رہا تھا۔

شام کے اخبار میں تاجو کے قتل کی خبر شائع ہوئی تھی۔ وہ سردار گڈھ کا ایک مشہور نقب زن اور قفل شکن تھا۔ پندرہ دن ہوئے تین سال کی قید بھگت کر رہا ہوا تھا۔ اُس کی لاش اس کے کیبن کے سامنے پڑی پائی گئی تھی۔ کسی نے ٹھیک دل کے مقام پر گولی مار کر اسے ختم کر دیا تھا۔ وہ آبادی سے دور ایک الگ تھلگ مقام پر لکڑی کے کیبن میں مقیم تھا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق پولیس سرگرمی سے قاتل کی تلاش میں مصروف تھی۔

خان داور اس خبر کو پڑھ کر عجیب سے انداز میں مسکرایا تھا۔ بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے اگر وہ خبر شائع نہ ہوتی تو قتل کی لذت آدھی ہی رہ جاتی۔

وہ اس وقت اپنے پائیں باغ کی ایک لان چیئر پر نیم دراز تھا۔ دفعتاً اسے کچھ یاد آیا اور وہ اٹھ کر گیراج کی طرف چل پڑا۔ خاصا وسیع گیراج تھا۔ جس میں کئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہ اُس گاڑی کی طرف بڑھا جو پچھلی رات کو اس کے استعمال میں رہی تھی۔

ڈلیش بورڈ کا خانہ کھول کر اس میں ہاتھ ڈال دیا اور پھر یک بیک اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دکھائی دیئے۔ وہ پستول ڈلیش بورڈ کے خانے میں نہیں تھا جس سے اس نے پچھلی شام تاجو پر فائر کیا تھا۔ پھر اگلی سیٹ اٹھا کر اُس کے نیچے بھی ٹٹولتا رہا لیکن وہاں بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس کے بعد اس نے پوری گاڑی کی تلاشی لے ڈالی تھی۔ پستول غائب تھا۔

اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں تھیں اور جبڑے سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ اسے یاد آیا پچھلی شام روزا کے کاٹیج میں داخل ہونے سے قبل اس نے گاڑی کے دروازے مقفل نہیں کئے تھے اور عمران

اس کی بے ہوشی کے دوران میں وہاں سے رخصت ہوا تھا۔ تو کیا وہ پستول اُسی نے گاڑی سے غائب کیا تھا۔ یا پھر روزا.... نہیں روزا نہیں ہو سکتی۔ بہر حال وہ اس کے بعد رات گئے تک عمران کو تلاش کرتا پھرا تھا لیکن وہ ہاتھ نہیں آیا تھا۔ خان داور کو تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اُس کا قیام کہاں تھا۔ عمران ہی ہو سکتا ہے وہ پھر سوچنے لگا۔ کمبخت نے پریشر پوائنٹ پر ہاتھ مارا تھا ورنہ وہ اس طرح بے ہوش نہ ہو سکتا۔ کیا وہ واقعی احمق ہے؟ اس نے کسی ماہر بوکسر کے سے انداز میں پھرتی سے پینترا بدل کر اُس کی کنپٹی پر ضرب لگائی تھی۔ ایک بار پھر خان داور کا خون کھولنے لگا اور اس نے سوچا کہ آخر اسے انتظار کس بات کا ہے۔ عمران کو تلاش کر کے ٹھکانے لگا دینا چاہئے ورنہ اگر وہ پستول کسی طرح پولیس کے قبضے میں چلا گیا تو وہ دشواری میں پڑ جائے گا۔ کیونکہ وہ بغیر لائسنس کا نہیں تھا۔ تاجو کے سینے سے نکالی جانے والی گولی کے سائنٹفک مشاہدے کے بعد اگر پستول کسی طرح پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو کیا ہوگا۔ عمران.... یہ کمبخت.... آخر یہ ہے کون۔ اُسے اس کے بارے میں جو کچھ بھی معلوم ہوا تھا شیمر ان سے معلوم ہوا تھا۔ حقیقت کیا تھی۔ خدا ہی جانے۔

دفعتاً خیال آیا کہیں وہ پُر اسرار احمق شیمر ان ہی کی کوٹھی میں نہ چھپا بیٹھا ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ زبردستی وہاں کی تلاشی تو نہ لے سکے گا۔ ملازمین سے بھی کچھ نہ معلوم ہو سکے گا۔ اگر اس نے وہاں پناہ لی ہو گی پھر کیا کیا جائے۔ وہ پستول اُسے ملنا ہی چاہئے جس سے اُس نے تاجو کو ہلاک کیا تھا۔

اس نے دوسری گاڑی گیراج سے نکالی اور عمران کی تلاش میں دوبارہ نکل کھڑا ہوا۔ سب سے پہلے شیمر ان کی کوٹھی ہی کا رخ کیا تھا۔ اُس کی دانست میں وہ اُن تینوں فوجیوں ہی سے گٹھ جوڑ کر کے کوٹھی میں پناہ لے سکتا تھا۔ لہٰذا اُس نے سوچا کہ سیدھا اُسی حصے کی طرف جائے جہاں اُن تینوں کا قیام تھا۔ عقبی پارک کی طرف سے یہ زیادہ آسان ہوتا کیونکہ اُس حصے کا ایک دروازہ عقبی پارک میں بھی کھلتا تھا۔ اس طرح وہ مسز شیمر ان کی لاعلمی میں بھی اپنا مقصد حاصل کر سکتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس جھگڑے کے بارے میں اُن لوگوں کو بھی کچھ معلوم ہو سکے۔

اُس نے گاڑی کوٹھی سے کسی قدر فاصلے پر ایسی جگہ چھوڑ دی جہاں سے وہ کوٹھی کے افراد کو نظر نہ آ سکتی۔ پھر وہ عقبی پارک کی طرف چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر دیوار سے لگا لگا اُس دروازے کی طرف بڑھنے لگا جس کا تعلق ملازموں کی قیام گاہ سے تھا۔

عجیب اتفاق تھا کہ اسے ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑا۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی اُسے عمران کی احمقانہ چہکار سنائی دی۔ دروازہ کھلا ہی ہوا تھا اور شائد وہ لوگ اسی کمرے میں موجود تھے۔ عمران

بڑی شد و مد سے بکواس کر رہا تھا۔ اچانک خان داور آگے بڑھ کر بالکل اُن کے سامنے پہنچ گیا۔

عمران کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ بکواس کرتے وقت دونوں ہاتھ جس پوزیشن میں تھے اُسی میں گویا منجمد ہو کر رہ گئے اور پلکوں نے جھپکنا ترک کر دیا۔

سجاد اور گل میر بھی خاموش ہو گئے تھے اور ایک ٹک خان داور کو دیکھے جا رہے تھے۔

دفعتاً خان داور نے قہقہہ لگایا اور عمران بھی اسی طرح ہنس پڑا۔ جیسے خان داور کے قہقہے نے اُس کے حلق کی گرہ کھول دی ہو۔

"تم خواہ مخواہ چھپتے پھر رہے ہو۔!" خان داور نے کہا اور عمران کے قہقہے میں بریک لگ گیا اور آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ خان داور کہتا رہا۔ "بعد میں مجھے اس قدر ہنسی آئی تھی کہ بیان نہیں کر سکتا۔ بے حد پیار آیا تھا تمہاری اس ادا پر۔!"

"اچھا....!" عمران پھر چہکا اور بے تحاشہ ہنسنے لگا۔ خان داور بھی اُس کی ہنسی کا ساتھ دے رہا تھا۔ لیکن سجاد اور گل میر کے چہرے تاریک ہو گئے تھے۔ وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے ہوں۔ لیکن عمران ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"چلو....!" خان داور ہاتھ ہلا کر بولا۔ "یہاں بیٹھے وقت کیوں برباد کر رہے ہو۔ اُن باتوں کا اب مجھ پر کوئی اثر نہیں رہا۔ ہم دونوں دوست ہیں۔!" اُس نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا جو بڑی گرمجوشی کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔

"مم.... مسٹر عمران....!" سجاد نے بھرائی ہوئی آواز میں کچھ کہنا چاہا لیکن عمران ہنس کر بولا۔ "سب ٹھیک ہے صلح صفائی ہو گئی۔ میں جا رہا ہوں۔!" پھر وہ ایک دم اٹھا تھا اور خان داور کا بازو پکڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

"اُدھر کہاں....!" خان داور بولا۔ "گاڑی ادھر ہے۔!"

"اچھا تو اُدھر ہی چلئے.... کتنی خوشی ہو رہی ہے مجھے۔!"

"مجھے بھی اتنی ہی خوشی ہو رہی ہے اور اب روزا کو تمہاری پورٹریٹ بنانی ہی ہو گی۔ لیکن شرط ختم ہو چکی ہے۔!"

"پھر بنوانے سے کیا فائدہ....؟" عمران نے مایوسی سے کہا۔

"کیا تمہیں پیسوں کی ضرورت ہے....؟"

"کیوں نہیں.... یہاں عیش ہی کرنے تو آیا ہوں۔!"

"اس کی فکر نہ کرو.... ہم جس کے دوست ہو جائیں اس کی جیب ہمیشہ گرم رہتی ہے۔ خان داور کا مصاحب ہونا بڑی بات ہے۔!"

"میرے ایک دادازاد نانا بھی اکبر بادشاہ کے مصاحب تھے۔!"

"دادازاد نانا.... کیا چیز ہے....؟"

"اکبر بادشاہ کے زمانے میں کچھ ہوتا تھا ٹھیک سے یاد نہیں دادی جان مرحومہ بتایا کرتی تھیں۔!"

"روزا تمہیں کیسی لگتی ہے۔!"

"ہاں ٹھیک ہے۔!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا پھر چہک کر بولا۔ "لیکن یہاں والی میریا کا کیا کہنا۔ سلونی رنگت پر میری جان نکلنے لگتی ہے۔ اسی کو دیکھ کر تو.... ہپ....!"

عمران نے اس طرح ہاتھ سے منہ بند کر لیا جیسے کوئی غلط بات نکل جانے کا خدشہ رہا ہو۔

"کہو.... کہو.... شرماؤ نہیں.... میں ہر طرح تمہاری مدد کروں گا۔!"

"اچھا.... پھر کبھی بتادوں گا۔!" عمران نے بہت زیادہ شرما کر کہا۔

"ضرور.... ضرور.... میں یاروں کا یار ہوں۔ اُن کے لئے سب کچھ کر گزرتا ہوں۔!"

اس نے عمران کو گاڑی میں بٹھایا اور گرین کاٹیج پہنچ کر عمران چونک پڑا تھا اور اس طرح بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا تھا جیسے اس دوران میں سوتا رہا ہو۔!

روزا نے حیرت سے اُن دونوں کو دیکھا تھا اور سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے کیونکہ دونوں ہنستے بولتے ہوئے اُس کے سٹنگ روم میں داخل ہوئے تھے۔

"بیٹھو....!" خان داور نے عمران کو ایک صوفے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

انداز جارحانہ تھا۔ عمران بیٹھ تو گیا لیکن ہونقوں کی طرح اُس کی شکل تکتا رہا.... اور پھر اس نے دیکھا کہ خان داور کے جیب سے لمبے پھل والا ایک چاقو بھی بر آمد ہو گیا ہے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔!" روزا تیز لہجے میں بولی۔

"ذرا دیر خاموش رہو....!" خان داور نے عمران پر نظر جمائے ہوئے کہا۔

"یہاں کچھ نہیں ہو گا.... اسے کہیں اور لے جاؤ۔!"

"تم دونوں ہی کو جواب دہی کرنی ہے۔ تم بھی بیٹھ جاؤ۔!"

"کیا مطلب....!"

"ابھی بتاتا ہوں بیٹھ جاؤ....!"

عمران کے چہرے پر صرف حماقت طاری تھی۔ خوف کا شائبہ تک نہیں تھا لیکن تاثر یہی تھا جیسے اس سچویشن کو سمجھنے سے قاصر ہو۔

روزا خان داور کو گھورتی ہوئی بیٹھ گئی اور خان داور بولا۔ ''کل شام کو جب میں یہاں آیا تھا تو اپنی گاڑی مقفل نہیں کی تھی۔ کسی نے گاڑی کے گلوکمپارٹمنٹ سے میرا پستول غائب کر دیا۔!''

''اچھا تو پھر....؟''

''دو ہی صورتیں ہو سکتیں ہیں یا تو وہ پستول اس نے غائب کیا تھا یا پھر تمہارے کسی آدمی نے۔!''

''میرے آدمی تمہاری گاڑی کو کیوں ہاتھ لگانے لگے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے اخیر تک تمہارے ساتھ ہی رہی تھی۔!''

''ہاں مجھے یاد ہے.... تو پھر تم بتاؤ۔!'' اس نے عمران سے کہا۔

''مم.... میں کیوں نکالنے لگا.... پستول وستول.... مجھے تو چلانا بھی نہیں آتا۔!''

''تم جھوٹے ہو.... تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔!''

''زبردستی کی تو بات ہی دوسری ہے۔!''

''تم نے اتنی لاپرواہی سے اُسے گلوکمپارٹمنٹ میں کیوں رکھا تھا۔!'' روزا نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

''بس یونہی....!''

''تو پھر میں کہتی ہوں کہ اس سلسلے میں کسی تیسرے کو تلاش کرو۔ کم از کم یہ آدمی پستول کو تو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔!''

''بالکل.... بالکل....!'' عمران سر ہلا کر بولا۔ ''میرا تو دم ہی نکل جاتا ہے پستول بندوق کی شکل دیکھ کر۔!''

''لیکن چاقو سے مرعوب نہیں معلوم ہوتے۔!'' خان داور نے کہا۔

''ترکاری کاٹنے کا ہے کیا....؟'' عمران نے خوش ہو کر پوچھا اور اس طرح چاقو کو دیکھنے لگا جیسے پہلی بار اُس پر نظر پڑی ہو۔ پھر یک بیک خوفزدہ نظر آنے لگا۔

''کل میں غافل تھا۔ اگر میرے ہاتھ میں چاقو ہو تو میرا شکار بچ کر نہیں نکل سکتا۔!'' خان داور نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں کہتی ہوں.... یہاں بات نہ بڑھاؤ....!''

''بات یہیں سے شروع ہوئی تھی روزا... اس لئے براہِ مہربانی خاموش رہو۔ اگر پستول کا

معاملہ نہ ہوتا تو میں اس بیوقوف کو نظر انداز کر دیتا لیکن اب تو میں اسے بیوقوف سمجھنے پر تیار نہیں اعلیٰ درجے کا اداکار معلوم ہوتا ہے۔!"

"سچی بات کہی تم نے۔!" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "ایک بار فلم ڈائریکٹر شہاب شیر وانی نے بھی کہا تھا کہ تم میں اچھا اداکار بننے کی صلاحیت پائی جاتی ہے.... واہ دا....!"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو.... اور بتاؤ کہ میرا پستول کہاں ہے ورنہ یہاں سے تمہاری لاش ہی جائے گی۔!"

"خان داور اسے یہاں سے کہیں اور لے جاؤ.... ورنہ پولیس کو فون کر دوں گی۔!" روزا نے جھنجھلا کر کہا۔

"تم تو مجھے دھمکی نہ دو....!"

"میں یہاں ہاتھا پائی نہیں ہونے دوں گی۔!"

"اور کیا....!" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "اتنا عمدہ فرنیچر ہے۔!"

"تم سن رہی ہو اس کی باتیں۔!" خان داور جھلا کر بولا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اسے اس پچویشن کی پرواہ ہی نہ ہو۔!"

"اتنا ہی معصوم ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔!"

"گویا تم کل کا واقعہ بھول ہی گئیں۔!"

"کل کا واقعہ.... کل کا واقعہ رٹے جا رہے ہو۔!" عمران شکایت آمیز لہجے میں بولا۔ "کہہ تو دیا ایک بار کہ بوکھلاہٹ میں ہاتھ گھوم گیا تھا۔!"

"تم جھوٹے ہو.... تم اچھی طرح جانتے ہو کہ کہاں ضرب لگانے سے کیا نتیجہ نکلے گا۔!"

"یہ تو جانتا ہوں۔ بچپن ہی سے مشق کرتا آیا ہوں۔ میرے چچا جوڈو کراٹے کے ماہر تھے۔!" عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔

"سنا.... تم نے....!" خان داور نے روزا کو متوجہ کیا۔

"جوڈو کراٹے کا ماہر ہونے کا مطلب بدمعاش بھی ہونا نہیں ہے۔!"

"بھلا دیکھئے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "آج کل تو اسکولوں کی بچیاں بھی جوڈو کراٹے سیکھ رہی ہیں۔ کیا استانیوں کی پٹائی کرنے کیلئے بھی یہ کام کی چیز ہے۔ کھانے کی میز پر بھی کام آسکتی ہے۔!"

"شٹ اپ.... بتاؤ پستول کہاں ہے۔!" خان داور زور سے دھاڑا۔

"اچھا تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں یہ اعلیٰ درجے کا فرنیچر ایک طرف لگادوں۔!"

عمران اٹھتا ہوا بولا اور خان داور نے آپے سے باہر ہو کر اُس پر چھلانگ لگادی اور صوفے سمیت دوسری طرف ڈھیر ہو گیا۔ عمران نے پھر چلت پھرت دکھائی تھی۔ لیکن تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ خان داور فرش پر پڑے ہی پڑے اس پر چاقو پھینکے گا۔ بس قسمت کا سکندر ہی تھا کہ اُسے بروقت چاقو کی چمک کا احساس ہو گیا اور اس نے بڑی پھرتی سے لوٹ لگادی لیکن دوسرے ہی لمحے میں اُس نے روزا کی چیخ سنی تھی اور پھر کھٹاکے کی آواز آئی تھی۔ وہ سچ مچ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ چاقو سامنے والے دروازے میں پیوست نظر آیا جو یقینی طور پر روزا کے بہت قریب سے گزرا ہو گا۔

"بس خان داور.... اب اپنا قصہ تمام سمجھو.... میں کسی خاتون کی خوفزدہ چیخ برداشت نہیں کر سکتا۔!" عمران غرایا۔

پھر خان داور پوری طرح اٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ عمران نے اس پر چھلانگ لگادی۔ لیکن اس بار عمران کو منہ کی کھانی پڑی۔ خان داور نے بھی اپنی جگہ سے کھسک جانے میں خاصی تیزی دکھائی تھی۔ عمران پٹ سے فرش پر منہ کے بل جا گرا۔ مگر اُس نے خان داور کو اپنے اوپر سواری گانٹھنے کا موقعہ نہیں دیا تھا۔ پھرتی سے سیدھا ہوا اور جھپٹ پڑنے والے حریف کو ٹانگوں پر رکھ کر دوسری طرف اچھال دیا اور اس کی کراہ سن کر اٹھ بیٹھا اس دوران میں دونوں ہی بھول گئے تھے کہ وہاں روزا بھی موجود ہے۔ اس نے دیکھا کہ روزا خان داور کو اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے اور عمران نے خود روزا کی بھی چیخ سنی اور جیسے ہی عمران اُس کے قریب پہنچا اس نے دیوانہ وار عمران کا گریبان پکڑ لیا۔

"یہ کیا کیا تم نے....!" وہ اُسے جھنجھوڑ کر بولی۔

تب عمران نے دیکھا کہ وہی چاقو خان داور کے بائیں پہلو میں دستے تک پیوست ہے۔ جو اُس نے عمران پر پھینکا تھا۔

"لل... لیکن!" عمران ہکلا کر دروازے کی طرف مڑا لیکن چاقو اس میں پیوست نظر نہ آیا۔

"بولو.... یہ کیا کیا تم نے....!" وہ پھر اُس کے گریبان کو جھٹکا دے کر بولی۔

"یہ تو اُدھر دروازے میں گھس گیا تھا۔!" عمران نے کہا۔ "ادھر کیسے پہنچ گیا۔!"

"میں کیا جانوں.... تم دونوں لڑ رہے تھے۔!"

"یقیناً لڑ رہے تھے لیکن یہ کام میرا نہیں ہے۔!"

"دیکھو زندہ بھی ہے یا مر گیا۔!" روزا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"خود ہی دیکھ لو..... میں تو جا رہا ہوں۔!"

"ہرگز نہیں..... تم نہیں جاسکتے۔ میں پولیس کو فون کردوں گی۔!"

"اچھا اگر میں نہ جاؤں تو تم کیا کرو گی۔!"

"بیٹھ کر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے کہ اب کیا کیا جائے۔!"

عمران نے جھک کر دیکھا۔ خان داور ختم ہو چکا تھا لیکن موت کی آہٹ تک محسوس نہیں کی جاسکی تھی۔

وہ سیدھا کھڑا ہو کر بولا۔ "مر چکا ہے لیکن چاقو..... ادھر کیسے پہنچا۔!"

"پولیس کو چاقو کے اِدھر اُدھر ہونے سے کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ یقین کرو کہ تم بہت بڑی دشواری میں پڑ گئے ہو۔!"

"مم..... میں کیوں پڑنے لگا دشواری میں۔ مجھے بہلا پھسلا کر یہاں لایا تھا..... اور پھر کسی پستول کا قصہ چھیڑ کر مجھے مار ڈالنے پر تل گیا۔!"

"کیا تم نے اس کا پستول غائب کیا تھا.....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا..... مجھے کیا پڑی تھی۔!"

"خیر اب یہ بات تو اُسی کے ساتھ گئی..... لیکن تم.....!"

"لیکن میں کیا.....؟" عمران نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"کچھ معززین نے شیمراں کی کوٹھی میں تمہیں خان داور سے الجھتے دیکھا تھا اور تم اسے دھمکیاں دیتے ہوئے چلے گئے تھے۔!"

"لیکن میں نے اُسے قتل نہیں کیا۔!"

"میں باور کرلوں گی لیکن پولیس نہیں کرے گی۔!"

"لیکن پولیس کو بیان تو دے سکو گی۔!"

"شائد تم پاگل بھی ہو..... میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں گی۔!"

"میں نے اُسے نہیں مارا چاقو اُدھر دروازے میں گھسا ہوا تھا۔!"

"اچھا تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے چاقو وہاں سے نکال کر اُس کے دل میں اُتار دیا۔!"

"تم کیوں ایسا کرنے لگیں۔!"

"اُف فوہ....! چلو یہاں سے۔!" وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

"فی الحال اس کمرے کو مقفل کئے دیتی ہوں۔ دوسرے کمرے میں بیٹھ کر کوئی ڈھنگ کی بات سوچیں گے۔ یہاں تمہارے حواس بحال نہیں ہوں گے۔!"

"یہاں اور کون کون ہے۔!"

"خوش قسمتی سے میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں۔ سر شام ہی نوکروں کو چھٹی دے دی تھی۔ ہفتے میں ایک بار ایسا بھی کرتی ہوں۔!"

"بہت اچھا کرتی ہو۔ نوکروں کو بھی کسی قدر آرام کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔!"

کمرے سے نکل کر روزا نے دروازہ مقفل کر دیا اور اُسے کچن میں لے آئی۔ عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی حماقت میں اب خوف کی جھلکیاں بھی شامل ہو گئی تھیں۔

"بیٹھ جاؤ....!" روزا نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے نرم لہجے میں کہا۔ "تمہارے لئے کافی بناتی ہوں۔!"

"نہیں چائے.... مجھے کافی اچھی نہیں لگتی۔!" عمران بولا۔

"اچھی بات ہے.... چائے سے بھی تمہیں سکون ملے گا۔!" روزا چائے کے لئے کیتلی میں پانی انڈیلتی ہوئی بولی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ روزا پُر تفکر نظروں سے اُسے دیکھے جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سوال کیا۔ "وہ تمہیں اس وقت کہاں سے لایا تھا۔!"

"شیر اں کی کوٹھی سے۔!"

"کسی نے دیکھا تو نہیں تھا۔!"

"کیوں نہیں.... اس کے تینوں ملازم وہاں موجود تھے۔!"

"یہ اور بُرا ہوا۔ وہ بھی تمہارے خلاف شاہد بن جائیں گے۔!"

"پھر بتاؤ.... میں کیا کروں....؟" عمران رو دینے کے سے انداز میں بولا۔

"یہی تو سوچنا ہے۔ دراصل ہم دونوں ہی دشواری میں پڑ گئے ہیں۔ خواہ وہ کسی طرح بھی مرا ہو اسکی موت میرے گھر میں واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا پولیس مجھے بھی نتھی کرنے کی کوشش کرے گی۔!"

"یہ بات تو ہے۔!"

"پھر بتاؤ کیا کریں۔!"

"اتنی عقل تو نہیں ہے مجھ میں۔ تم ہی کچھ بتاؤ میں کرنے کو تیار ہوں۔!"

"اگر ہم لاش کو کہیں دفن کر دیں۔ تو کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ اس پر کیا گزری۔!"

"لل.... لیکن گاڑی جو باہر کھڑی ہوئی ہے۔!"

"اُسے ریلوے اسٹیشن کے پارکنگ لاٹ پر کھڑی کر آئیں گے۔!"

"اس سے کیا ہوگا۔!"

"اگر گاڑی وہاں پائی گئی تو لوگ سمجھیں گے کہ وہ کہیں باہر گیا ہوا ہے۔ وہ عموماً اس طرح باہر جاتا ہے گاڑی اسٹیشن کے باہر چھوڑتا ہے اور کئی کئی دنوں کے بعد واپس آتا ہے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے۔!"

روزا نے چائے انڈیلی اور کپ اُس کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ لیکن عمران اس عرصے میں بھی غافل تو نہیں رہا تھا۔ اُسے اُس کیپسول کی جھلک دکھائی دے گئی تھی جو روزا کی انگلیوں سے پھسل کر چائے کی پیالی میں گرا تھا۔ اُس نے اپنے لئے چائے میز پر ہی پیالی رکھ کر انڈیلی تھی۔ اس کے بعد شائد شکر کے لئے دوبارہ سائیڈ بورڈ تک گئی تھی۔ اس دوران میں عمران نے ہاتھ کی صفائی دکھائی۔ یعنی دونوں پیالیوں کی جگہیں اتنی آہستگی سے بدل گئیں کہ روزا کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا۔ دوبارہ میز کے قریب پہنچ کر اُسی پیالی میں مزید شکر ڈال دی جو چند لمحات پہلے عمران کے آگے رکھی ہوئی تھی۔ پھر پیالی میں چمچہ گھماتی ہوئی بولی۔ "میں نے تمہیں پہلی ہی نظر میں پسند کر لیا تھا.... اگر خود فرمائش نہ کرتے تب بھی میں تمہاری پورٹریٹ ضرور بناتی اور اس کے نیچے لکھتی "معصوم شہزادہ"....!"

"اب بیوقوف بنا رہی ہو....!" عمران شرما کر بولا۔

"نہیں.... تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو۔!"

عمران چائے کے تین چار گھونٹ لے چکا تھا۔ روزا بھی اپنی چائے پی رہی تھی۔ دفعتاً عمران نے جماہی لی اور رہ رہ کر آنکھیں پھاڑنے لگا۔ روزا اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

اچانک اس نے بھی عمران ہی کے سے انداز میں آنکھیں پھاڑنی شروع کر دیں اور پھر بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔ میز کے پاس سے ہٹ جانا چاہا لیکن لڑکھڑائی۔ اگر عمران نے جھپٹ کر سنبھال نہ لیا ہوتا تو فرش پر ڈھیر ہو جاتی۔ لیکن وہ بے حس و حرکت ہو کر اس کے ہاتھ پر جھول گئی۔ عمران نے بڑی احتیاط سے اُسے فرش پر لٹا دیا اور بلاؤز کے گریبان سے سٹنگ روم کی کنجی نکال لی اور کچن سے

نکل کر دروازہ بولٹ کر دیا۔

روزا آدھے گھنٹے تک اُسی طرح بے حس و حرکت پڑی رہی تھی۔ پھر اٹھی تھی تو انداز سے دیوانگی جھلکنے لگی تھی۔ جھپٹ کر کچن کا دروازہ کھولا۔ دوڑتی ہوئی سٹنگ روم تک پہنچی اور قفل میں کنجی لگی دیکھ کر جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ غیر ارادی طور پر بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ ڈالا تھا۔ لیکن پھر قفل میں لگی ہوئی کنجی کی طرف نظر اٹھ گئی۔ مضطربانہ انداز میں آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ خان داور کی لاش جوں کی توں پڑی تھی لیکن لباس کی بے ترتیبی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ بعد میں اُس کی جامہ تلاشی لی گئی ہے۔ فون کا ریسیور کریڈل کی بجائے میز پر پڑا نظر آیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُس کمرے کی تلاشی بھی لی گئی ہو۔ وہ کمرے سے نکلی اور اُسے دوبارہ مقفل کر کے دوسرے کمروں کی طرف دوڑی۔ ہر ایک میں ایسی ہی ابتری نظر آئی جیسے انہیں الٹ پلٹ کر رکھ دیا گیا ہو۔ پھر وہ اونچی آواز میں گالیاں بکنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ سٹنگ روم میں واپس آکر فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کرنے لگی اور پھر ماؤتھ پیس میں بولی۔ ”بیلارڈ کو اطلاع دو....!“

کچھ دیر بعد دوسری طرف سے بیلارڈ کی آواز سن کر بولی۔ ”فوراً آؤ....ورنہ ہم سب دشواری میں پڑ جائیں گے۔!“

”آخر بات کیا ہے....؟“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”فون پر تفصیل میں جانے کا وقت نہیں فوراً پہنچو....!“

”اچھا میں آرہا ہوں۔!“

وہ ریسیور کریڈل پر رکھ کر باہر نکل آئی اور کمرے کو پھر مقفل کر دیا۔ برآمدے میں پہنچی تو خان داور کی گاڑی پر نظر پڑی ذہن کو جھٹکا سا لگا اور وہیں آرام کرسی پر بیٹھ گئی۔ پھر کچھ سوچ کر اٹھی اور برآمدے کی روشنی بند کر دی۔ اس طرح باہر کھڑی ہوئی گاڑی بھی اندھیرے میں ڈوب گئی تھی۔

آرام کرسی پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ سر اب بھی بُری طرح چکرا رہا تھا اور ایسی تھکن محسوس ہو رہی تھی جیسے کسی پہاڑ کی چوٹی سر کرنی پڑی ہو۔ جلد ہی اُسے پھر چونکنا پڑا کسی گاڑی کے انجن کی آواز سناٹے میں ارتعاش پیدا کرتی ہوئی اُسی جانب بڑھی آرہی تھی۔ وہ کرسی سے اٹھ گئی۔ گاڑی پولیس کی بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن کیا وہ احمق پولیس کو اطلاع دینے کی جرأت کر سکے گا۔ احمق احمق کیوں؟ کیا کسی ایسے کارگزار آدمی کو احمق کہا جا سکتا ہے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہ بے خیالی میں کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔ کیونکہ سڑک کے موڑ سے گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی اس پر

پڑی تھی۔ پھر جلد ہی وہ گاڑی خان داور کی گاڑی کے پیچھے آ کھڑی ہوئی اور اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ گاڑی بیلارڈ ہی کی تھی۔

"کیا ہوا کیا بات ہے....؟" وہ اُس طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "برآمدہ تاریک کیوں ہے۔!"

"اُسے یونہی رہنے دو.... میرے ساتھ چلے آؤ....!" روزا بائیں جانب والے دروازے کی طرف مڑتی ہوئی بولی۔ بیلارڈ نے سگریٹ لائٹر روشن کر لیا تھا۔ وہ اُسے سیدھی کچن میں لیتی ہوئی چلی آئی اور کسی تمہید کے بغیر عمران اور خان داور کی کہانی سنا دی۔

"اور پھر....!" اُس نے کسی قدر توقف کے ساتھ کہا۔ "میں نے سوچا کہ خان داور سے چھٹکارا پانے کا اس سے بہتر اور کوئی موقعہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے چپکے سے چاقو دروازے سے نکالا اور ایسی پوزیشن پر آ کھڑی ہوئی کہ خان داور کے گرنے پر اپنا کام کر گزروں۔ فوراً ہی موقع مل گیا اور میں نے چاقو کا پھل اُس کے پہلو میں اُتار دیا۔!"

"کیا احمق نے تمہیں ایسا کرتے دیکھ لیا تھا۔!" بیلارڈ نے بے چینی سے پوچھا۔

"نہیں... لیکن حیرت ظاہر کر رہا تھا کہ چاقو دروازے سے نکل کر اس طرف کیسے چلا آیا۔!"

"تم نے جلد بازی سے کام لیا۔!"

"صرف میں ہی احمق نہیں ہوں تم بھی ہو۔ پہلے ہی کہتی رہی تھی کہ مقامی آدمیوں کی مدد کے بغیر ہی اس کام کو نپٹانے کی کوشش کرو۔ خیر ہاں تو آگے سنو....!"

بعد کی باتیں بتاتی ہوئی بولی۔ "میں نے چاہا تھا کہ اُسی احمق کی مدد سے لاش کو کہیں دفن کرا کے گاڑی ریلوے اسٹیشن کے سامنے کھڑی کرا دوں گی۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے اُسے چائے میں کیپسول دیا۔ لیکن جانتے ہو کیا ہوا۔ ذرا پیٹھ موڑی تھی کہ اُس نے پیالی بدل دی اور مجھے علم تک نہ ہو سکا۔ پھر جانتے ہی ہو کہ میرا کیا حشر ہوا ہو گا۔ اُس کے بعد اُس نے پورے کاٹیج کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا اور صرف وہی لفافہ لے گیا ہے جو خان داور نے وکیل کے یہاں سے حاصل کیا تھا۔!"

"اوہ وہ فوٹو گراف اُسی لفافے میں تھا۔!"

"ہاں....!"

"اور تم اسے احمق کہہ رہی تھیں۔!" بیلارڈ غصیلے لہجے میں بولا۔ "پہلے بھی تم نے بھرے مجمعوں میں کیپسول والی ٹرک بارہا آزمائی تھی لیکن کیا کبھی کسی کو احساس تک ہو سکا تھا۔!"

"کبھی نہیں۔!"

"لیکن اس کی نظروں سے نہ چھپا سکیں.... سنو.... وہ مجھے کوئی بے حد خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ کیا ایسا تو نہیں کہ شیمران نے ہمارے خلاف یہاں کے محکمہ سراغ رسانی سے مدد حاصل کی ہو۔!"

"ناممکن....!" روزا سر ہلا کر بولی۔ "اس طرح خود اُس کی پوزیشن خطرے میں پڑ جاتی۔!"

"اور اگر کسی معاہدے کے تحت ایسا ہوتا تو.... یعنی وہ لوگ جو قدم بھی اٹھائیں اس کے مرنے کے بعد اٹھائیں۔ اُسے علم تھا کہ وہ ایک ماہ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکے گا۔ کینسر آخری اسٹیج پر تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پینٹنگ کا فوٹوگراف اُس لفافے میں یہاں کے محکمہ سراغ رسانی ہی کے لئے رکھا گیا ہو۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ عورت یعنی مسز شیمران اس کی موت ہی کے بعد نمودار ہوئی تھی۔!"

"لیکن وہ مقامی نہیں ہے۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ محکمے کی ایجنٹ بھی ہو سکتی ہے۔!"

"اوہ.... جہنم میں جائے۔ فی الحال تو اس لاش کے لئے کچھ سوچو....!"

"چلو.... مجھے دکھاؤ۔!"

وہ کچن سے نکل کر سٹنگ روم کی طرف چل پڑے۔

دوسرے دن داور کی لاش اس حال میں پائی گئی کہ گاڑی کا اسٹیئرنگ سائیڈ والا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ دروازہ کھول کر گاڑی سے اُترنے ہی والا تھا کہ کسی نے بائیں پہلو میں چاقو اُتار دیا۔ لفٹ ہینڈ ڈرائیو والی گاڑی تھی۔ ریلوے اسٹیشن کے پارکنگ لاٹ پر اس وقت خاصی سنسنی پھیل گئی تھی۔ جب علی الصبح کسی نے اُسی گاڑی کے قریب اپنی گاڑی پارک کرنے کی کوشش کی تھی۔!

دس بجے تک پورے سردار گڈھ میں خان داور کے قتل کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی اور شیمران کی کوٹھی میں میریا نے اُس حصے کی طرف دوڑ لگائی تھی جہاں تینوں ریٹائرڈ فوجی رہتے تھے۔

"کیا عمران صاحب واپس آئے تھے....؟" اس نے چھوٹتے ہی اُن سے سوال کیا۔

"نہیں....!" سجاد نے جواب دیا۔ اُس کے چہرے سے بھی تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔

"تم لوگوں نے کسی کو بتایا تو نہیں کہ کل اُنہیں خان داور اپنے ساتھ لے گیا تھا۔!"

"ہم کسے بتائیں گے مس میریا لیکن آپ کو اس کا خیال کیسے آیا۔ مسٹر عمران قاتل نہیں ہو سکتے۔ خان داور کے بہتیرے دشمن تھے اور ایسے لوگ قتل ہی ہوا کرتے ہیں۔ طبعی موت انہیں شاذ و نادر ہی نصیب ہوتی ہے۔!"

"لیکن وہ دشواری میں ضرور پڑ جائیں گے۔!"

سجاد کچھ نہ بولا۔ آخر میریا نے پوچھا۔ "اُس آدمی کا کیا حال ہے جسے پکڑا تھا۔!"

"ٹھیک ہے لیکن ہم اسے کب تک روکے رکھیں۔ کیلاش کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔!"

"اب یہ معاملہ میری سمجھ سے باہر ہو رہا ہے۔!" میریا نے طویل سانس لے کر کہا۔ "مادام کسی معاملے میں کچھ بولتی ہی نہیں۔ اُدھر یہ دودھ پلاتی ہوئی گدھی سمجھ میں نہیں آتی۔ میں نے کبھی یہاں ایسی کوئی تصویر نہیں دیکھی۔ دوسری طرف روزا پالگریو کا الگ کوئی قصہ ہے۔!"

"ہمیں اس سلسلے میں وکیل سے مشورہ لینا چاہئے۔ کیونکہ تنخواہیں تو اُسی سے مل رہی ہیں۔!"

"ہاں یہ مناسب مشورہ ہے۔ میں وکیل ہی سے بات کروں گی۔!"

دفعتاً کسی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ گل میر نے بڑھ کر دروازہ کھولا عمران سامنے کھڑا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"اُوہ.... آپ؟" میریا اچھل پڑی۔ "آیئے.... اندر آجایئے۔!"

عمران بالکل چوروں کے سے انداز میں آگے بڑھا۔ جیسے وہاں جواب دہی کے لئے زبردستی لایا گیا ہو۔

"آپ کہاں تھے۔!" میریا نے پوچھا۔

"اپنے ہوٹل میں....!" عمران نے جواب دیا۔

"کچھ سنا آپ نے کسی نے خان داور کو قتل کر دیا۔!"

"ہاں سنا تو ہے....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"وہ کل آپ کو کہاں لے گیا تھا۔!"

"ارے.... وہ.... اچھا ہی ہوا مر گیا۔ اول درجے کا فراڈ تھا۔!"

"کیا مطلب....!"

"تم لوگوں کو یاد ہے نا....؟" عمران نے سجاد اور گل میر کو مخاطب کیا۔ "کتنی محبت سے مجھے

اپنے ساتھ لے گیا تھا۔!"

"میں نے تو اشارہ بھی کیا تھا کہ اُس کے ساتھ نہ جایئے۔!" سجاد بولا۔

"اچھا میں نہیں سمجھا تھا....!" عمران نے کہا۔

"آپ کیا کہہ رہے تھے....؟"

"ارے ہاں مردود یہاں سے اتنے پیار محبت سے ساتھ لے گیا اور ایک جگہ ویرانے میں گاڑی روک کر بولا اُترو... میں نے کہا یہاں کہاں۔ بولا تمہاری پٹائی کروں گا۔ تم نے سب کے سامنے میری توہین کی تھی میں نے کہا تو پھر یہاں سناٹے میں پیٹنے سے کیا فائدہ اُنہی لوگوں کے سامنے لے چل کر پیٹو جنکے سامنے میں نے تمہاری توہین کی تھی۔ نہیں مانا.... زبردستی گاڑی سے اُتارنے کی کوشش کی اور میں اُس سے ہاتھ چھڑا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنا تیز دوڑ سکتا ہوں کہ کم ہی لوگ مجھے پکڑ سکیں گے۔!"

"لیکن آپ خطرے میں ہیں۔!"

"مم.... میں کیوں خطرے میں ہوں....!" عمران کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"یہ بات اُس کے حلقے میں مشہور ہو گئی ہے کہ کسی نے اُسے دھمکی دی تھی....!"

"ارے باپ رے۔!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

"لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ..... اب آپ اپنے ہوٹل نہ جایئے۔ یہیں ٹھہریئے اور رات کو چپ چاپ گھر واپس چلے جایئے۔!"

"یہ ناممکن ہے.... تم لوگوں کو پریشانیوں میں چھوڑ کر میں واپس نہیں جا سکتا۔ اُس آدمی کا کیا حال ہے جسے پکڑا تھا۔!"

سجاد عمران کو بتانے لگا کہ اُس نے کیا بیان دیا تھا۔ عمران بہت غور سے سنتا رہا پھر بولا۔ "پاگل معلوم ہوتا ہے۔ دودھ پلانے والی گدھی کی تصویر.... واہ بھئی۔!"

"میں نے یہاں کبھی کوئی ایسی تصویر نہیں دیکھی۔!" میریا نے کہا۔

"اچھا تو چلو اُسی کیلاش سے پوچھیں کہ کیا معاملہ ہے۔ بلکہ تم لوگ پولیس کو کیوں نہیں مطلع کر دیتے۔!"

"وکیل کا مشورہ نہیں ہے۔!"

"تو پھر وکیل ہی نے کوئی چکر چلایا ہو گا۔!"

"نہیں.... عمران صاحب وہ ایسے نہیں ہو سکتے۔!" میریا جلدی سے بولی۔

"تو پھر وہ کوٹھی کو لٹوانا چاہتا ہوگا۔ جسے پکڑا گیا ہے اُس نے سچی بات نہیں بتائی ہو نہہ.... دودھ پلاتی ہوئی گدھی کی تصویر.... کیا بات ہوئی۔!"

"خدا جانے.... ہم لوگ تو سخت پریشان....!" گل میر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کسی پوشیدہ خزانے کا چکر ہے۔ موسیو شیمر ال بے حد پر اسرار آدمی تھے۔!" عمران بولا۔

وہ تینوں ہی چونک کر اُسے دیکھنے لگے اور وہ احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "ہے نا یہی بات۔!"

"ہم کچھ بھی نہیں جانتے مسٹر عمران.... ہو سکتا ہے آپ کا خیال درست ہو۔!"

"خزانے کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ بچے کو دودھ پلاتی ہوئی گدھی کا مجسمہ ہو۔ ٹھوس سونے کا۔ یہی کوئی چالیس پونڈ وزنی سمجھ لو۔ ہوا نا خزانہ۔ کیا قیمت ہو گی چالیس پونڈ سونے کی!"

وہ حیرت سے عمران کو دیکھے جا رہے تھے۔

"بات سمجھ میں آنے والی ہے۔!"

"اب اس سونے کے مجسمے پر کالے رنگ کا پینٹ کرادو.... دیکھنے والے اُسے بے وقعت سمجھیں گے۔ صرف کیلاش کو معلوم ہو گا کہ وہ سونے کا ہے۔ اس لئے تصویر کی بات کر کے دو ٹکے کے آدمیوں سے تلاش کرا رہا ہے۔ اگر انہیں مل گیا تو جا کر اطلاع دے دیں گے کہ تصویر نہیں ہے بلکہ کالا کلوٹا سا مجسمہ ہے۔ اس طرح کیلاش کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ مجسمہ کہاں رکھا ہوا ہے۔ پھر وہ کوئی دوسری کارروائی کرے گا اور مجسمے کو چپ چاپ پار کر لے جائے گا۔!"

"کمال ہے.... عمران صاحب آپ نے تو صفایا ہی کر دیا۔!" سجاد نے حیرت سے کہا۔

"اچھا اگر یہ بات نہیں ہے۔ تو پھر موسیو شیمر ال نے پولیس سے مدد لینا کیوں نہیں پسند کیا تھا۔!"

"آپ بہت سمجھ داری کی باتیں کر رہے ہیں مسٹر عمران....!" گل میر نے سنجیدگی سے کہا۔

"سب ہملاک شومز کے ناولوں کا کرشمہ ہے۔!"

"شرلاک ہومز....!" میریا نے تصحیح کی۔

"ہاں ہاں بھول جاتا ہوں۔!"

"تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔!" سجاد نے پوچھا۔

"چونکہ ان کا ایک آدمی پکڑا گیا ہے اس لئے آج رات کو بڑا اور فیصلہ کن حملہ ہو سکتا ہے۔ کیوں نہ ہم اس سے پہلے ہی اس کوٹھی پر بلڈوزر چلوادیں۔!"

"یہ کیا بات ہوئی۔!" میریا نے حیرت سے کہا۔

"پھر اور کیا بات ہونی چاہئے.... موسیو شیمر اں دوسری دنیا کو سدھارے جو اس خزانے کے مالک تھے۔ لہٰذا اب وہ خزانہ کسی کو بھی نہ ملنا چاہئے۔!"

"مادام شیمر اں اُس کی مالک ہیں۔!"

"ہوا کریں.... جھگڑے کی چیز ہے اُسے تباہ ہی ہو جانا چاہئے۔!"

"ایک منٹ...!" سجاد نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "آپ کہہ رہے تھے کہ آج فیصلہ کن حملہ ہو گا۔!"

"ہاں.... اور تم لوگ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو کھلی جگہ پر رہنا۔!"

"کھلی جگہ سے کیا مراد ہے....؟"

"یعنی کہ آسمان کے نیچے.... کمروں میں ٹکے تو اُن کا کام آسان ہو جائے گا۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"ہو سکتا ہے آج وہ گیس استعمال کریں.... یعنی تمہیں اس قابل ہی نہ رہنے دیں کہ تم مزاحمت کر سکو۔ کیلاش کو اُس آدمی کی تلاش بھی تو ہو گی جسے تم لوگوں نے پکڑ کر بند کر رکھا ہے۔!"

"آپ کی باتوں میں وزن ہے۔ عمران صاحب لیکن گیس سے بچاؤ کے لئے کیا کریں۔!"

"شر لاک ہومز زندہ ہوتا تو گیس ماسک اور آکسیجن کی تھیلیاں مہیا کرنے کا مشورہ دیتا۔"

سجاد نے میریا کی طرف دیکھا اور وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ عمران کی طرف اس کا دل کھنچتا تھا۔ خواہش ہوتی تھی کہ وہ کچھ دیر اور ٹھہرے لیکن اُس نے محسوس کیا تھا کہ مسز شیمر اں اسے پسند نہیں کرتی۔ ویسے وہ بھی اس سے عمران کے بارے میں پوچھتی رہا کرتی تھی۔

"تو اب آپ کہیں نہ جائیں گے....؟" میریا نے سوال کیا۔

"جیسا تم لوگ کہو.... پولیس والوں کے چکر میں پڑ گیا تو اچھا نہ ہو گا۔!"

"یہاں کوئی پوچھنے آئے تو کہہ دیں گے کہ آپ یہاں موجود نہیں ہیں۔!"

"ہاں یہی بہتر رہے گا اور رات کو دارالحکومت کھسک جاؤں گا۔!"

"آج رات نہیں مسٹر عمران....!" سجاد بولا۔

"کیوں....؟" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"آپ ہی تو کہہ رہے تھے کہ آج رات کو وہ فیصلہ کن حملہ کریں گے۔!"

"تت.... تو تم.... مجھے کیوں روک رہے ہو....؟" عمران خوف زدہ انداز میں ہکلایا۔

"اگر اُس رات آپ یہاں نہ ہوتے تو وہ نہ پکڑا جا سکتا۔ جس نے کیلاش کی نشاندہی کی ہے۔!"

"ارے.... وہ تو بوکھلاہٹ میں.... میں نے اُسے پکڑ لیا تھا۔!"

"کچھ بھی ہو.... لیکن ہم یہی درخواست کریں گے کہ آپ ٹھہریں۔!"

"مان جائیے۔!" میریا عمران کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"مروادیا....!" عمران کراہ کر رہ گیا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "ایک بات سمجھ نہیں آئی جب ایسے حالات تھے تو موسیو شیمر ان نے رکھوالی کے کچھ کتے بھی کیوں نہیں رکھے تھے۔!"

"انہیں کتوں سے نفرت تھی۔!" میریا بولی۔ "پہلا یوروپین میری نظر سے گزرا ہے، جو کتوں کو پسند نہیں کرتا تھا۔ میں نے بھی انہیں مشورہ دیا تھا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ کتوں کی قربت سے موت بہتر ہے۔!"

"کبھی کسی کتے نے دکھ پہنچایا ہو گا۔ میرے چچا کے ایک دوست بھی کتوں سے نفرت کرتے ہیں۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "ایک بار ایک کتے نے انکی محبوبہ کی ٹانگ پکڑ لی تھی۔!"

"بہر حال آپ رات یہیں گزاریں گے۔!" سجاد نے کہا۔ "لیکن ہم گیس ماسکس اور آکسیجن کی تھیلیاں کہاں سے فراہم کریں گے۔!"

"میں فراہم کر سکتا ہوں۔ لیکن مجھے اس کیلئے ایک صاحب کی محبوبہ کے کتوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔!"

"ہم نہیں جانتے۔ آپ نے توجہ دلائی ہے تو آپ ہی فراہم بھی کیجئے۔!" سجاد سر ہلا کر بولا۔

"طارق کا کیا حال ہے....؟"

"بخار اب نہیں ہے لیکن ہم اُسے نیند کی گولیاں دے رہے ہیں تاکہ مسلسل آرام کرتا رہے۔!"

"رات ہونے سے قبل ہی اُسے کسی ہسپتال میں منتقل کردو....!"

"ہم بھی یہی سوچ رہے تھے۔!"

"سوچو مت.... کر گزرو.... فوری طور پر....!"

"بہت بہتر....!"

"اور آپ گیس ماسکس کے انتظام کے لئے باہر جائیں گے....؟" میریا نے پوچھا۔

"جانا ہی پڑے گا۔!"

"اب یہ مناسب نہ ہو گا۔ اتنی دیر میں پولیس نے خاصی پوچھ گچھ کر لی ہو گی اور آپ کا نام اس کے کانوں تک پڑ چکا ہو گا۔!"

"یہ بات تو ہے۔!" عمران نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر میریا سے پوچھا۔ "یہاں کتنے فون ہیں۔!"

"تین عدد....!"

"ایک ہی لائن پر....؟"

"نہیں الگ الگ لائنیں ہیں۔!"

"میں ذرا اپنے والد صاحب کو ٹرنک کال کرنا چاہتا ہوں۔!"

"ایک انسٹرومنٹ ڈائریکٹ ڈائیلنگ والا بھی ہے۔!"

"واہ کام بن گیا....!"

"کیا توپ منگوا رہے ہیں دارالحکومت سے۔!" گل میر نے مسکرا کر پوچھا۔

"نہیں والد صاحب سے پوچھوں گا کہ اگر میں مر جاؤں تو انہیں زیادہ صدمہ تو نہیں پہنچے گا۔!" عمران نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

"ارے تو کیا واقعی اتنے ہی خطرناک حالات ہیں۔!" میریا نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہوا کریں۔!" عمران نے لاپرواہی کے اظہار میں شانوں کو جنبش دی۔

پھر میریا اُسے اُس کمرے میں لے گئی تھی۔ جہاں ڈائریکٹ ڈائیلنگ والا فون تھا۔

غالباً اب میری موجودگی ضروری نہیں ہے۔!" میریا نے کہا اور اُسے کمرے میں چھوڑ کر باہر آ گئی۔ دروازے سے نکل کر دو ہی قدم چلی تھی کہ جولیا سامنے کھڑی نظر آئی اور میریا نے محسوس کیا کہ جیسے وہ اُسے اچھی نظروں سے نہ دیکھ رہی ہو۔

"مم.... مسٹر عمران اپنے والد کو فون کرنا چاہتے تھے۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم اس میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی لیتی ہو۔!"

"موسیو شیمر اں اُن کا خاص خیال رکھتے تھے۔!"

"کیا اس سلسلے میں انہوں نے کوئی وصیت کی تھی....؟" جولیا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نن.... نہیں مادام....!"

"جاؤ...!" وہ ہاتھ ہلا کر بولی اور میریا تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جولیا کا رویہ اُسکے پلے نہ پڑ سکا۔

جولیا دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئی۔ عمران فون کا ریسیور کان سے لگائے کھڑا تھا۔ جولیا کو دیکھ کر شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "بیوگی کیسی گزر رہی ہے۔!"

پھر چونک کر فون کی طرف متوجہ ہو گیا اور جھنجھلا کر بولا۔ ”لائن ہی ڈیڈ ہو گئی۔!“

ریسیور کریڈل پر رکھ کر آہستہ سے بولا۔ ”دروازہ بولٹ کر دو....!“

جولیا نے ناگواری سے اس پر عمل کیا تھا اور اسی طرح پلٹی تھی جیسے بلا توقف حملہ کر بیٹھے گی۔

”سچی بات۔!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ جس طرح تم بیوہ ہوئی ہو اُسی طرح میں بھی دھکے کھاتا پھرتا ہوں۔!“

”میں یقین نہیں کر سکتی۔!“ جولیا جھنجھلا کر بولی۔

”اپنی آواز اونچی نہ ہونے دو۔ یہ لوگ سچ مچ تمہیں شیمر اں کی بیوہ ہی سمجھتے ہیں۔!“

جولیا تھوڑی دیر تک اُسے گھورتی رہی پھر پوچھا۔ ”کیلاش سے تم نے کیا معلوم کیا؟“

”وہ غائب ہو گیا ہے۔ غالباً اپنے ایک آدمی کے پکڑے جانے کی وجہ سے۔ اُس کا کہیں سراغ نہیں مل رہا۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔!“

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہاں پہلے سے شیمر اں کی ایک بیوی موجود تھی۔!“

”تمہیں کیونکر علم ہوا میرا خیال ہے کہ اس نے ابھی تک اُس کی تشہیر نہیں کی۔!“ عمران نے اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جولیا نے قدرے نرم پڑ کر گرینڈ ہوٹل کے منیجر کی کہانی دہرائی اور عمران سر ہلا کر بولا۔ ”کہانی سچی ہے... وہ تحریر میں نے اُس کے ریٹائرنگ روم سے پار کر دی تھی۔!“

”تو تمہیں شیمر اں کی اُس بیوی کا علم تھا۔!“

”شیمر اں ہی نے مجھے اُس کے بارے میں بتایا تھا.... اور میں نے پہلے ہی سے اس کا انتظام کر لیا تھا کہ اُس کے حالات سے باخبر رہ سکوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی بہتیرے معاملات ابھی تک میرے علم میں نہیں آسکے۔!“

”کون سے معاملات....؟“

”اہم ترین معاملہ یہ ہے کہ وہ بھی محض آلہ کار ہے کس کے لئے کام کر رہی ہے۔ یہ ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا۔!“

”اصل چکر کیا ہے....؟“

”دودھ پلانے والی گدھی کی تلاش.... لیکن تم لاولد ہی بیوہ ہو گئیں۔!“

جولیا نے بے حد زوردار ہاتھ گھمایا تھا۔ لیکن عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ بہت زیادہ طیش

میں آگئی تھی لیکن پھر آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑتی گئی۔ اس کے ذہن میں ڈھیروں سوالات تھے جن کے جواب چاہتی تھی۔ عمران سے بگاڑ بیٹھی تو بہلا پھسلا کر ہی کچھ معلوم کر لینے کا راستہ بھی بند ہو جاتا۔ عمران بھی شاید اس کے ذہن کو پڑھتا رہا تھا دفعتاً ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اصل معاملات کا علم ایکس ٹو کے علاوہ کسی کو بھی نہیں۔ حالانکہ مجھے شیمزاں سے مل بیٹھنے کا حکم اُسی سے ملا تھا اور میں شیمزاں سے قریب بھی ہو گیا تھا لیکن کسی گدھی کے بارے میں مجھے بھی نہیں معلوم تھا۔!"

"مجھے اُس آدمی کی بکواس پر یقین نہیں ہے جسے ان لوگوں نے بند کر رکھا ہے۔ محض تشدد سے بچنے کے لئے اُس نے اوٹ پٹانگ ہانک دی ہو گی۔!"

"پہلے میں بھی یہی سمجھا تھا۔!" عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ لیکن اب اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔ یہ دیکھو۔

اس نے دودھ پلاتی ہوئی گدھی کی پینٹنگ کا فوٹو گراف اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کک.... کیا ہے۔!" جولیا اس پر نظر پڑتے ہی ہکلائی۔

"اصل کا فوٹو گراف جو مجھے روزاپالگریو سے ملا ہے.... اور یہ ویسے ہی لفافے میں رکھا ہوا تھا۔ جیسا شیمزاں کے وکیل نے وصیت نامے کو ملفوف حیثیت سے پیش کیا تھا۔ اس پر ویسی ہی لاخ کی مہریں بھی لگی ہوئی تھیں جن پر شیمزاں کی انگشتری کے نشانات تھے۔!"

"اس کا مطلب....؟" جولیا اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"صاف ظاہر ہے کہ اصل لفافہ یہی تھا جسے وکیل کی تحویل سے غائب کیا گیا اور اس کی جگہ وہ لفافہ رکھ دیا گیا جس سے سادہ اوراق برآمد ہوئے تھے.... اور یہ بھی سن لو کہ یہ لفافہ ہمارے لئے تھا۔ ایکس ٹو کا یہی خیال ہے میں اُسے برابر یہاں کے احوال سے آگاہ کرتا رہتا ہوں۔!"

"تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس گدھی کا کوئی تعلق ایکس ٹو سے ہے۔!"

"ایکس ٹو کی آواز سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی گدھا آدمی کی طرح بولنے لگا ہو۔ اس لئے اس کا تعلق گدھیوں ہی سے ہو سکتا ہے۔!" عمران شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا اور جولیا کو پھر غصہ آگیا لیکن پھر ضبط کر گئی۔

"بس فضول باتیں ختم.... چلو مجھے دوسرے فون تک لے چلو۔ آج بات بڑھ سکتی ہے۔ معاملہ سیریس ہو گیا ہے۔ خان داور ختم کر دیا گیا کیلاش پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اُن لوگوں کا اطمینان ختم ہو گیا ہے اب بوکھلا کر کوئی نئی حرکت کر بیٹھیں گے۔!"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو....؟"

"حالات پر منحصر ہے.... کئی طرح کے انتظامات کروں گا۔ بہر حال آج کی رات فیصلہ کن بھی ہو سکتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے جہاز جلا دیئے ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اپنے دونوں مددگاروں سے پیچھا چھڑا چکے ہیں۔ ایک ان کے ہاتھوں مارا گیا اور دوسرا خائف ہو کر روپوش ہو گیا۔ اب شائد وہ خود ہی اس معاملے کو دیکھیں گے۔ چلو مجھے دوسرے فون تک لے چلو۔!"

جولیا دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

بیلارڈ نے فوراً ہی روزا کی کال ریسیو کی تھی۔ گویا وہ اُس کال کا منتظر ہی تھا۔

"اب کیا ارادہ ہے۔!" روزا نے پہلا سوال کیا۔

"تم نے مجھے دشواری میں ڈال دیا ہے۔!" دوسری طرف سے بیلارڈ کی آواز آئی۔ "لیکن اس کھیل کو ختم ہی ہو جانا چاہئے۔ مجھے شبہ ہے کہ تمہاری ایک غلطی کی بناء پر بات بہت آگے بڑھ گئی ہے۔!"

"کس غلطی کی بناء پر....؟" روزا نے کسی قدر جھنجھلا کر پوچھا۔

"فون پر نہیں بتاؤں گا۔!" بیلارڈ کی آواز آئی۔ "تم ایسا کرو کہ ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد گیراج سے گاڑی نکالو اور سیمورا پارک کی طرف روانہ ہو جاؤ۔!"

"اس وقت وہاں کیا ہو گا۔ رات کے دس بج رہے ہیں۔!"

"تفریح کے لئے نہیں بلا رہا.... بس تم روانہ ہو جاؤ.... آدھے گھنٹے بعد اور ہاں ایسے لباس اور جوتوں کا انتخاب کرنا جو بھاگ دوڑ میں مزاحم نہ ہو سکیں۔!" بیلارڈ کی آواز آئی اور ساتھ ہی رابطہ بھی منقطع ہو گیا۔ روزا نے بُرا سا منہ بنا کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور روانگی کے لئے تیاریوں میں مصروف ہو گئی۔

پھر ٹھیک آدھے گھنٹے بعد گیراج سے گاڑی نکالی اور سیمورا پارک کی طرف روانہ ہو گئی۔ سیمورا پارک میں سردار گڈھ کا چڑیا گھر بنایا تھا۔ جس کے پھاٹک سات بجے شام کو بند کر دیئے جاتے تھے۔ اس کے بعد داخلے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پھر بھی روزا نے بیلارڈ کی ہدایت کے مطابق گاڑی نکالی اور ٹھیک ساڑھے دس بجے سیمورا پارک کی طرف روانہ ہو گئی اور تھوڑی ہی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ ایک گاڑی اُس کے تعاقب میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی گاڑی کی

ہیڈ لائٹس عقب نما آئینے میں نہیں دکھائی دیتی تھی۔!

اس نے بائیں ہاتھ سے جیکٹ کی جیب میں پڑے ہوئے اعشاریہ تین دو کے پستول کو ٹٹولا اور اپنی گاڑی کی رفتار بڑھادی۔ تعاقب جاری رہا۔ سیمورا پارک کے قریب والے اسنیک بار کے سامنے اُس نے اپنی گاڑی روک دی اور مڑ کر دیکھا۔ تعاقب کرنے والی گاڑی بھی اُس کے برابر ہی آرکی اور اس میں بیلارڈ بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ روزا نے طویل سانس لی۔

دونوں گاڑیوں سے اُترے اور اسنیک بار میں داخل ہوگئے۔ صرف دو تین میزیں آباد تھیں۔ وہ دروازے کے قریب ہی والی ایک میز کے گرد بیٹھ گئے اور روزا نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "اس طرح بلانے کا مقصد سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہاری نگرانی تو نہیں کی جارہی۔!" بیلارڈ نے جواب دیا اور وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ "کیا لیسی ماتیف نے پولیس کو مطلع کردیا ہے۔!"

"نہیں لیکن.... تمہاری غلطیاں....!"

"تم بار بار غلطیوں کا حوالہ دے رہے ہو.... کیسی غلطیاں۔!"

"پہلی غلطی تو یہ کہ تم گرینڈ کے منیجر سے الجھیں لیکن شیمرا اس کی وہ تحریر بھی نہ حاصل کرسکیں جو اُس کے پاس تھی۔ دوسری غلطی یہ کہ خان داور سے اُس پینٹنگ کے بارے میں تفصیلی بات کرڈالی۔!"

"میں نے اُسے غلط بات بتائی تھی۔ اُس سے کہا تھا کہ وہ میری بنائی ہوئی پینٹنگ کا فوٹوگراف تھا۔ بس میں اس فوٹوگراف کو دیکھ کر کسی قدر نروس ہوگئی تھی۔!"

"اتنی نروس کہ پینٹنگ کا وہ نام بھی تمہاری زبان سے نکل گیا جسے سن کر ساری دنیا کے ممالک کے سیکرٹ ایجنٹ چونک پڑتے ہیں۔ یعنی باؤل دے سوف اور ہاں۔ یہ بھی سنو کہ وہ الیکٹرونک بگ جو میں نے تمہارے سٹنگ روم کی میز کے نیچے سے نکالا تھا۔ معمولی نوعیت کا نہیں تھا۔ اس پر یہاں کے محکمہ سراغ رسانی کے نشانات تھے۔!"

"تو کیا خان داور....!"

"نہیں.... خان داور کا پولیس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن وہ احمق جس کی میں نے آج تک شکل بھی نہیں دیکھی میرے اعصاب پر سوار ہوگیا ہے۔!"

"اُس کے بارے میں تو سوچا بھی نہیں جاسکتا۔!"

"تمہارے بارے میں کون سوچ سکتا ہے کہ تمہارا تعلق فرانسیسی سیکرٹ سروس سے ہوگا۔!"

"آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔!"

"یہی کہ یہ معاملہ اب ہماری ہی ذات تک محدود نہیں رہا۔ یہاں کے محکمہ سراغ رسانی نے بھی اس کی سن گن پالی ہے۔!"

"اس کے باوجود بھی تم ایسا کہہ رہے ہو جبکہ ہمارا تعاقب بھی کسی نے نہیں کیا۔!"

"یہ حقیقت ہے پھر بھی مجھے ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔!"

"تم وہموں کا شکار ہو گئے.... ذہن کو صاف رکھ کر کام کرو۔!"

"اگر وہ الکٹرونک بگ....!"

"بس ختم کرو...!" روزا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تم نے آج کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانے کی بات کی تھی۔!"

"میں الجھن میں ہوں۔ شدید الجھن میں ہوں۔ شیمراں مقامی پولیس کو اُن حالات سے آگاہ نہیں کر سکتا تھا لیکن اُن لوگوں کا کیا ہوا ہے جو اب اُس کوٹھی میں مقیم ہیں۔ پچھلی رات تین آدمی کوٹھی میں گھسے تھے۔ اُن میں سے ایک پکڑا گیا۔ لیکن اُسے پولیس کے حوالے نہیں کیا گیا۔ آخر کیوں؟ پھر تمہارے بیان کے مطابق لیسی ماتیف کا کوئی وجود نہیں تھا۔ یہ کہاں سے آٹپکی اور شیمراں ہی کے توسط سے آئی ہے۔ اگر کسی لیسی ماتیف کا وجود ہوتا تو وہ تم سے ہرگز شادی نہ کرتا۔"

"میں تمہیں اس کی اس نفسیاتی بیماری کے بارے میں بتا چکی ہوں اور یہ بھی بتا چکی ہوں کہ وہ اسی لئے مجھے اپنی کوٹھی میں نہیں رکھ سکا تھا کہ لوگوں سے خیالی لیسی ماتیف کی باتیں کرتا رہا تھا۔!"

"اب خود سوچو کہ اس جیتی جاگتی لیسی ماتیف کا وجود کیا مطلب رکھتا ہے۔ یہی نا کہ شیمراں تمہاری حقیقت سے آگاہ ہو گیا تھا اُسکے تعاون کے بغیر کوئی لیسی ماتیف وہاں قدم بھی نہ رکھ سکتی۔!"

"گرینڈ کا منیجر شیمراں کی تحریر نہیں پیش کر سکا۔!"

"اس سے کسی تیسری پارٹی کا وجود ثابت ہوتا ہے جو اس معاملے سے پوری طرح آگاہی رکھتی ہے۔!"

"اب تم مجھے بھی الجھن میں ڈال رہے ہو....؟"

"میں ڈال رہا ہوں....؟" اُس نے حیرت سے کہا۔ "ارے مجھے تو اس پر حیرت ہے کہ خود تمہارا دھیان اس طرف کیوں نہیں گیا۔!"

"میں اسے صرف شیمراں کی پرائیویٹ سیکریٹری کی سازش سمجھتی ہوں جو شیمراں کے مال اور جائیداد پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ اسی لئے اُس نے شیمراں کے بعد بھی ان معاملات سے پولیس

کو آگاہ نہیں کیا۔!"

بیلارڈ کچھ نہ بولا اور روزا کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا۔ "بنیادی غلطی یہی ہوئی کہ ہم نے اس معاملے میں مقامی آدمیوں کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ تمہاری تجویز تھی۔!"

"چلو میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں لیکن شیمر ان محض تمہاری وجہ سے ہوشیار ہوا۔ تم نے اُسے اس چکر میں پھانس کر شادی کی اور اُس نے کوٹھی کی نگرانی کے لئے کچھ آدمی رکھ لئے اور پھر یہ بتاؤ کہ اُس لفافے میں باؤل دے سوف کی پینٹنگ کا وہ فوٹوگراف کس کا تھا۔ اگر تم اُس لفافے کو وکیل کی تحویل سے غائب نہ کرا دیتیں تو وہ کس کے ہاتھ لگتا۔ کس کے لئے تھا وہ فوٹوگراف۔!"

"تمہی اس پر روشنی ڈالو.... میرا ذہن کام نہیں کر رہا۔!" روزا بیزاری سے بولی۔

"لوگ وہاں شیمر ان کی وصیت سننے کے لئے روکے گئے تھے۔ اگر لفافے سے وصیت نامے کی بجائے وہ فوٹوگراف برآمد ہوتا اور اُسے اخبارات لے اڑتے پھر کیا ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہاں کی سیکرٹ سروس اُس کی طرف متوجہ ہو جاتی۔ شیمر ان کے بارے میں چھان بین ہوتی اور بالآخر یہ راز ظاہر ہو جاتا کہ وہ فرانسیسی نہیں بلکہ جرمن تھا اور.... پھر کیا ہوتا.... بتاؤ۔!"

"بس....!" روزا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "ذہن کو مزید الجھاوؤں میں ڈالنے کی ضرورت نہیں اب صرف یہ سوچو کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اس فوٹوگراف سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ پینٹنگ شیمر ان ہی کے قبضے میں تھی اور اب بھی اُس عمارت میں کہیں موجود ہے.... اوہ خدا کی پناہ...!" وہ خاموش ہو کر عجیب انداز میں بیلارڈ کو دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے....؟"

"ہم زیادہ تر کسی تہہ خانے کے امکانات پر غور کرتے رہے ہیں.... لیکن....!"

"بات پوری کرو....!" بیلارڈ جھنجھلا کر بولا۔

"اور سامنے کی چیزوں کو نظر انداز کر دیا۔!"

"تم جانو!" بیلارڈ نے لاپرواہی سے کہا۔ "میں نے تو کبھی اس کوٹھی میں قدم بھی نہیں رکھا۔"

"وہاں تمہیں دیواروں پر پینٹنگز نہیں ملیں گی۔ ان کی بجائے لکڑی سے تراشے ہوئے آرٹ کے نادر نمونے آویزاں ہیں اور کچھ اتنے بڑے بھی ہیں جن کے درمیان باؤل دے سوف والی پینٹنگ بہ آسانی چھپائی جا سکتی ہے۔!"

"یہ اب بتا رہی ہو۔!" بیلارڈ بھنا کر بولا۔ "تم اس مہم کی انچارج تھیں ورنہ....!"

"میں کہتی ہوں ماضی پر خاک ڈالو.... میں نے بہت احتیاط سے قدم اٹھائے تھے۔ اس حد تک گئی کہ اُس مجہول سے شادی تک کر ڈالی اس اُمید پر کہ اُس کوٹھی میں مستقل قیام کی صورت پیدا ہو جائے اور میں خاموشی سے وہ پینٹنگ حاصل کرلوں۔ یہ احتیاط اس لئے تھی کہ کہیں یہاں کا محکمہ سراغ رسانی حرکت میں نہ آجائے۔!"

"اور اسی احتیاط نے شیمرال کو ہوشیار کر دیا۔!"

"پھر وہی ریمارک....!" وہ ایک دم بھڑک اٹھی اور بیلارڈ نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر کافی کے لئے کہا۔ پھر اُس کے چلے جانے پر روزا سے بولا۔ "کچھ بھی ہوا ہو میں نے اس دوران میں کام کیا ہے اور آج اُسی کے بل بوتے پر کوٹھی میں گھسوں گا اور تم بھی میرے ساتھ ہو گی۔ یہاں سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف رخ کرنے کی بجائے میری گاڑی میں بیٹھ جانا۔!"

"کس طرح گھسو گے۔!"

"بس دیکھنا....!" وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "عمارت کے اندر پایا جانے والا کوئی فرد اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکے گا۔!"

"گیس....؟" روزا نے سوال کیا۔

"ہاں.... آخری حربہ....!"

"لیکن عمارت کی نگرانی وہ اندر بیٹھ کر تو کرتے نہ ہوں گے۔!"

"سب سے بڑی دشواری یہی ہے کہ وہ عمارت کے اندر ہی سے نگرانی کرتے ہیں۔ اسی لئے داخلہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اگر باہر رہ کر نگرانی کرتے ہوتے تو کبھی کے قابو میں آچکے ہوتے۔!"

"لیکن ان راستوں پر تو نظر رکھتے ہی ہوں گے۔ جن سے گزر کر کوئی عمارت تک پہنچ سکتا ہو۔!"

"جدھر سے میں کام کی ابتداء کروں گا اُدھر سے عمارت کے اندر پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔!"

پھر ویٹر کافی لے آیا تھا اور وہ خاموشی سے پیتے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد باہر نکلے اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔

روزا نے گاڑی وہیں چھوڑ دی تھی۔ بیلاڈ خود ہی اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ روزا نے کچھ دیر بعد محسوس کیا کہ وہ اُس راستے پر تو نہیں جا رہے جو کوٹھی کی طرف جاتا ہے۔ اس کے استفسار پر بیلارڈ نے بتایا کہ وہ اس طرح کوٹھی کے عقب میں پہنچیں گے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے

گی۔ قریباً ایک گھنٹے تک یہ سفر جاری رہا تھا۔ پھر ایک جگہ ویرانے میں بیلارڈ نے گاڑی روک دی اور خود اُتر کرڈ کے کھولا اور اس میں سے دو بنڈل نکال کر پھر اگلی سیٹ کی طرف واپس آ گیا۔

"یہ گیس ماسک اور آکسیجن سلنڈر ہیں.... اسی جگہ تیاری کرلو....!" اُس نے روزا سے کہا۔

"یہاں سے پیدل چلنا ہوگا۔ زیادہ دور نہیں ہے۔ یہ بائیں جانب والی چٹان دیکھو اس کی دوسری طرف کوٹھی کی عقبی دیوار ہے۔ جس سوراخ سے ہم گیس اندر پہنچائیں گے اس سے میں نے کل رات ہی ربر کی ایک نلکی اندر گزار دی تھی۔!"

"عجیب طرح کی بات کررہے ہو۔!" روزا نے حیرت سے کہا۔ "تم نے کوٹھی اندر سے دیکھی بھی نہیں۔ تم کیا جانو کہ وہ ربر کی نلکی کہاں پہنچی ہوگی اور اس جگہ سے گیس پہنچانے پر پوری کوٹھی کی اندرونی فضا متاثر بھی ہوسکے گی یا نہیں۔!"

"میکسویل فارمولا والی ہے۔ اگر قفل کے سوراخ سے بھی معمولی سا حجم کسی طرح کمرے میں داخل ہوجائے تو سانس لینے والے بے حس و حرکت ہوجائیں گے۔ صرف تین منٹ میں کوٹھی کے سارے حصوں میں پھیل جائے گی۔!"

"یہاں میکسویل فارمولا کہاں سے دستیاب ہوگیا۔!"

"پہلے سے دو چھوٹے سلنڈر میرے پاس پڑے ہوئے تھے۔!"

"بیس کیوبک سنٹی میٹر کا سلنڈر ایک ہزار مربع میٹر کے رقبے کیلئے کافی ہوتا ہے۔!" روزا نے کہا۔

"باتوں میں وقت کیوں ضائع کررہی ہو.... چلو اُترو....!"

"میرے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم خود جاکر سلنڈر نلکی سے لگا آؤ.... ظاہر ہے کہ ادھر سے تو داخلہ ہوگا نہیں سامنے ہی سے چلنا پڑے گا۔!"

"ٹھیک کہتی ہو.... اچھا تم یہیں ٹھہرو....!" اس نے دونوں بنڈل سیٹ پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف مڑا ہی تھا کہ جھٹکے کے ساتھ گاڑی سے آ ٹکرایا۔ روزا گاڑی کے اندر ہی بیٹھی ہوئی تھی اس نے بوکھلا کر پوچھا۔ "کیا ہوا....؟"

لیکن جواب دینے کی بجائے بیلارڈ گاڑی سے ٹکرا کر بائیں جانب ڈھہتا چلا گیا۔ روزا نے دروازہ کھول کر باہر نکلنا چاہا لیکن دوسری طرف کی کھڑکی سے کسی نے اس کی گردن پکڑ لی اور آہستہ سے بولا۔ "اپنے ہاتھ اوپر ہی رکھو....!"

وہ جیکٹ کے جیب سے اپنا پستول بھی نہ نکال سکی اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر لے جاکر

باندھ دیئے گئے۔

"بیلارڈ.....!" وہ زور سے چیخی۔ لیکن جواب نہ ملا۔ پھر کسی نے اُسے گاڑی سے باہر کھینچ لیا۔ دو آدمی اُس کے قریب ہی کھڑے تھے لیکن تاریکی کی وجہ سے وہ اُن کی شکلیں نہ دیکھ سکی۔

دفعتاً گاڑی کی دوسری طرف سے آواز آئی۔ "پتا نہیں کیا ہو گیا ہے میرے داہنے ہاتھ کو جس پر بھی پڑتا ہے وہ بے ہوش ہی ہو جاتا ہے۔!"

روزا سناٹے میں آ گئی کیونکہ اُس نے احمق عمران کی آواز پہچان لی تھی.... اور پھر وہ دوسری طرف سے اُس کے سامنے بھی آ گیا۔

"کیا خیال ہے.... تمہارا ساتھی مجھ سے بھی زیادہ احمق ہے یا نہیں.... دیوار کے ایک سوراخ میں ربر کی نلکی ڈال کر اُس کو پتھروں سے چھپا بھی دیتا تو ہمیں کیونکر یہ خدشہ ہو سکتا کہ کہیں آج گیس نہ استعمال کی جائے اور مجھے عرصہ سے میکسویل فارمولے والی گیس کی تلاش تھی۔ تم لوگوں کا بہت بہت شکریہ۔!"

"تم آخر ہو کون....؟" روزا ہانپتی ہوئی بولی۔

"کوٹھی میں چلو وہیں بتاؤں گا.... اور پینٹنگ بھی دکھاؤں گا تمہیں۔!"

روزا کو پھر گاڑی میں دھکیل دیا گیا اور عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کوٹھی میں داخل ہوئے۔ روزا کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھے جا رہی تھی۔

"کیا تم نے اُسے مار ڈالا....!" اُس نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں.... میں صرف انہیں مارتا ہوں جن سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے۔!"

"تم آخر ہو کون....؟"

"علی عمران.... ایم ایس سی.... ڈی ایس سی آکسن.... اور یہ بھی سن لو کہ میں اُس پینٹنگ کی اہمیت سے واقف ہوں یہ بھی جانتا ہوں کہ شیمراں فرانسیسی نہیں جرمن تھا۔!"

"تو پھر اب تم کیا کرو گے....؟"

"وہی جو مجھے کرنا چاہئے اگر تم نے میری آنکھوں کے سامنے ہی ایک قتل نہ کیا ہوتا تو میں تمہیں نکل جانے دیتا۔ کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں تم بھی میرے کام آتیں۔ لیکن اب میں مجبور ہوں۔ تمہیں قانون کے حوالے کرنا پڑے گا۔!"

اتنے میں سجاد اور گل میر بھی بے ہوش بیلارڈ کو اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور اُسے فرش پر ڈال دیا اور عمران نے بحالت بیہوشی بھی اس کے پیر بندھوا دیئے۔ روزا خاموشی سے سب کچھ دیکھتی رہی۔

"اب چلو باؤل دے سوف کے درشن بھی کرلو....!" عمران نے کہا۔

"لیکن تم نے مجھ پر قتل کا جو الزام لگایا ہے درست نہیں ہے۔!" روزا نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

"اُسے عدالت پر چھوڑدو....!" عمران نے کہا اور اُسے دھکیلتا ہوا ہال میں لے آیا وہاں جولیا اور میریا پہلے سے موجود تھیں۔

"تم ذرا دیر کو اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔!" عمران نے میریا سے کہا۔ "تھوڑی دیر بعد میں تمہیں ایک بڑی خوش خبری سناؤں گا اور ہاں.. اُن دونوں سے کہہ دینا کہ وہ قیدی کے پاس ہی ٹھہریں۔!"

"بہت بہتر جناب....!" میریا اٹھتی ہوئی بولی اور ہال سے چلی گئی۔ روزا خاموشی سے دیواروں پر لگے ہوئے فن چوب تراشی کے نمونوں کو دیکھتی رہی۔ بالآخر بولی "انہی میں سے کسی کھوکھلے پیٹرن کے اندر وہ موجود ہے۔!"

"تمہارا خیال درست ہے.... وہ اُس دوڑتے ہوئے بھینسے کے اندر پوشیدہ ہے۔ اگر تم شیمر اس سے شادی کا چکر نہ چلاتیں تو وہ کبھی اس حد تک ہوشیار نہ ہوتا۔ تم چاہتی تھیں کہ شادی کر کے کوٹھی میں قیام کرنے کا حق حاصل کرلو اور پھر اطمینان سے اس پینٹنگ کو تلاش کرتی رہو۔ لیکن جب اس نے لیسی ماتیف کے حوالے سے تمہیں فوری طور پر ساتھ رکھنے سے معذوری ظاہر کی تو تم نے دوسرے طریقے اختیار کئے اور سنو... خان داور کا پستول میں نے ہی اڑایا تھا۔ میں کبھی کبھی اس کی گاڑی کی تلاشی لیتا رہتا تھا۔ اس خیال سے کہ شائد کسی ایسی چیز پر ہاتھ پڑجائے جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ چکر کیا ہے۔ لیکن اُس پستول کی وجہ سے ایک دوسرا چکر نکل آیا۔ نقب زن تاجو کے سینے سے نکالی جانے والی گولی اُسی پستول سے چلائی گئی تھی۔ غالباً خان داور نے وہ لفافہ تاجو ہی کے ذریعے وکیل کی سیف سے غائب کرایا تھا اور پھر مزید رازداری کے خیال سے تاجو کو ختم بھی کردیا۔!"

"میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں جانتی اور تمہیں آگاہ کرتی ہوں کہ اگر تم نے وہ پینٹنگ میرے حوالے کر کے مجھے نکل نہ جانے دیا تو میری اور تمہاری حکومت کے درمیان تعلقات خراب ہو جائیں گے اور تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ دونوں کے درمیان ایک بڑا اور اہم سودا ہونے والا ہے۔!"

"ہوگا....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "مجھے میری حکومت نے سوداکاری کا حق نہیں

دیا۔ سودا وہ خود کرے گی۔ کیونکہ اب تم بھی اُس کے قبضے میں ہو اور پینٹنگ بھی۔!“

”تم لوگ پچھتاؤ گے۔!“

دفعتاً میریا نے ہال میں داخل ہو کر کہا۔ ”تین فوجی آئے ہیں۔!“

”یہیں بھیج دو.....!“ عمران نے کہا اور روزا کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ پھر بولا۔ ”تمہیں اب انٹر سروسز انٹیلی جنس کے حوالے کیا جارہا ہے۔!“

روزا نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانے سکوڑے اور ڈھیلے چھوڑ دیئے۔

پھر فوجی اُن دونوں کو لے گئے تھے اور جولیا عمران پر ٹوٹ پڑی تھی۔

”تم سب کچھ جانتے تھے لیکن تم نے مجھے دھوکے میں رکھا۔!“ وہ دانت پیس کر بولی۔

”میں صرف اتنا جانتا تھا کہ شیمر اں فرانسیسی نہیں بلکہ جرمن تھا۔ تین ماہ قبل اس نے وزارت خارجہ سے رابطہ قائم کر کے اپنا راز ظاہر کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ اُسے بعض غیر ملکی ایجنٹوں کی دستبرد سے بچایا جائے۔ اُس نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ کینسر کا مریض ہے اور زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہے گا اور جس چیز کے لئے غیر ملکی ایجنٹ اُس کے پیچھے پڑے ہیں وہ اُس کی موت کے بعد ہماری تحویل میں آجائے گی۔ اُس نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ اس سے اُس چیز کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جائے کیونکہ اُس کے مرتے ہی خود بخود ہم پر وہ راز ظاہر ہو جائے گا جسے وہ عرصہ سے چھپائے ہوئے ہے۔ بس وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ چیز کسی یوروپین ملک کے ہاتھ نہ لگنے پائے اور وہ چیز یہی پینٹنگ تھی۔!“

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ اُسے اُس لفافے کے بارے میں بتانے لگا جو وکیل کی سیف سے اڑایا گیا تھا۔

”دراصل.... وہ فوٹو گراف ہمارے لئے تھا۔ وہ لفافہ میری ہی موجودگی میں کھولا جاتا۔ شیمر اں نے اپنے وکیل کو یہی ہدایت دی تھی اور پھر اُس فوٹو گراف کو دیکھ کر مجھے یاد آگیا کہ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر فرانس امریکہ اور روس کو باؤل دے سوف نامی پینٹنگ کی تلاش تھی جو ہٹلر کی تصاویر کے کلکشن سے غائب ہو گئی تھی۔ خیال تھا کہ اس پینٹنگ سے نازیوں کے فوجی نوعیت کے کچھ راز وابستہ تھے۔ بہر حال پھر مجھے پینٹنگ کی تلاش ہوئی اور پچھلی رات میں نے اسے ڈھونڈھ نکالا۔ پینٹنگ کے ساتھ ہی ایک خط ملا جو اُس نے میرے نام لکھا تھا اور اس کے ساتھ اصل وصیت نامہ بھی تھا۔ اس نے اپنی ساری جائیداد اور نقد رقومات اپنی سیکریٹری میریا

کے نام منتقل کر دی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ دراصل ہٹلر کی سیکرٹ سروس کا ایک رکن تھا۔!"

"لیکن میرا دل بے حد کریہہ تھا....!" جولیا بُرا سامنہ بنا کر بولی۔

"اُس کی زندگی میں یقیناً کریہہ ہوتا لیکن تم تو اُس کی بیوہ اُس وقت بنائی گئی تھیں جب وہ مر چکا تھا۔ محض اس لئے کہ کہیں اُس کے مرتے ہی روزا اپنی شادی کا سر ٹیفکیٹ دکھا کر کوٹھی پر قبضہ نہ کر لے۔ شیمراں نے مجھے بتادیا تھا کہ لیسی ماتیف کبھی اُس کی زندگی میں تھی۔ اب زندہ نہیں لیکن اُس پر کبھی کبھی اُس کا ذکر کرنے کا دورہ پڑتا ہے اور وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ وہ اس کی بیوی ہے اور پیرس میں مقیم ہے۔ مگر روزا کے چکر میں پڑنے کے بعد اُس نے نروس ہو کر روزا کو اس کی حقیقت بھی بتادی تھی۔ اسی لئے یہ ڈرامہ کرنا پڑا۔ بہر حال اُس نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اُسے وہ پینٹنگ ایک مفرور نازی جنرل تک پہنچانی تھی اور اُس سے صلیب پر ہاتھ رکھوا کر قسم لی گئی تھی کہ وہ جیتے جی اسے کسی اور کے ہاتھ نہ لگنے دے گا اور اسی قسم کا بھرم رکھنے کے لئے وہ یہ طریقہ اختیار کر رہا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد ہی یہ پینٹنگ ہمارے ہاتھ لگے۔ اُس نے اُس نازی جنرل کو ساری دنیا میں تلاش کیا تھا اور پھر تھک ہار کر یہاں آبسا تھا۔ وہ نازی جنرل اُسے کبھی نہ مل سکا۔ اُس نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ خود بھی نہیں جانتا کہ اس پینٹنگ کی اہمیت کیا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس میں کس قسم کے راز پوشیدہ ہیں۔ بس وہ اپنی موت کی آہٹ سن کر یہ پینٹنگ ہمارے حوالے کر رہا ہے۔!"

"مگر روزا نے اُس کے ساتھ بڑی عمدہ تدبیر کی تھی۔ اگر کسی دن تمہیں بھی کوئی اسی طرح شراب پلا کر....!" جولیا جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گئی۔

"ہوش میں آتے ہی خالی بوتل نگل کر خودکشی کر لوں گا۔!" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"نہیں گدھی کے بچے کو ہٹا کر خود منہ لگا دینا....!" جولیا نے جل کر کہا۔

"کیا کوئی بچہ بھی....؟" عمران نے چہک کر پوچھا اور جولیا اُسے مارنے دوڑی۔

ہال سے نکلا ہی تھا کہ میریا سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

"کیا خوش خبری سنانے والے تھے.... مسٹر عمران....!" اس نے پوچھا۔

"یہ تمہارے لئے ہے....؟" عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر اُس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور خود کوٹھی سے نکل بھاگا۔